آزمائشی اشاعت

مذہبی تعلیمات

چھٹی جماعت کے لیے

(نئے نصاب کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

ناشر

نیونوبل بکس۔ کراچی

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں
یہ کتاب سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو نے تیار کروائی جسے صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم، اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جام شورو، کی تصحیح کے بعد صوبائی محکمۂ تعلیم و خواندگی، حکومتِ سندھ نے بمراسلہ نمبر: SO(C)SELD/STBB-18/2021 مورخہ 24 فروری 2021 صوبہ سندھ کے سرکاری اسکولوں کے لیے بطور واحد مذہبی تعلیمات کی درسی کتاب منظور کیا۔

نگرانِ اعلیٰ: آغا سہیل احمد (چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ)

نگراں: عبدالباقی ادریس السندی

مصنفین: پونجراج کیسرانی
نیاز احمد راجپر
پروفیسر عبدالوحید اندھڑ

مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن چنڑ

ایڈیٹرز: پروفیسر محمد ناظم علی خان ماتلوی
ندیم ریاض ڈیوڈ

صوبائی جائزہ کامیٹی

☆ انجینئر اے۔ ایل جگرو ☆ ڈاکٹر چمن منشا
☆ عبدالباقی ادریس السندی ☆ جیون منشا روپانی
☆ چیتن داس مینگواڑ ☆ نکھٹ سنگھ سوڈھو
☆ پروفیسر محمد وسیم مغل

طبع کنندہ: حمید پرنٹنگ پریس، کراچی

فہرست

عنوان	صفحہ
باب اول: مذاہب کا تعارف	۱
۱۔ مذہب	۲
۲۔ انسانی ترقی میں مذہب کا کردار	۶
۴۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار اور کردار کی نشوونما	۱۰
۵۔ سکھ مذہب کی ترقی اور نشوونما	۲۱
۶۔ سکھ مذہب کے مہان گرو	۲۶
۷۔ سکھ مذہب کے مقدس کتاب	۳۱
باب دوم: معاشرتی و اخلاقی اقدار	۳۷
۱۔ خاندان میں بچے کا کردار	۳۸
۲۔ گھر کے کام کاج میں گھر والوں کی مدد کرنا	۴۱
۳۔ گھر والوں میں مرد اور عورت کی برابری کا نظام / رشتہ	۴۳
۴۔ گھریلو زندگی میں ہاتھ بٹوانے والوں کا احترام	۴۵
۵۔ قاعدے و قوانین کا احترام اور ان پر عمل کرنا	۵۰
۶۔ خاندان اور اسکول کے قواعد و قوانین	۵۴
باب سوم: معاشرتی آداب	۵۹
۱۔ کھانے پینے کے آداب	۶۰
۲۔ ہاتھ دھونا	۶۲

فہرست

عنوان	صفحہ

۳۔ کھانا بانٹ کر کھانے کی اہمیت ۶۴

۴۔ کھانے کو ضایع ہونے سے بچانے کی اہمیت ۶۶

باب چہارم: اہم شخصیات ۷۰

۱۔ مقدسہ مریم علیہا السلام ۷۱

۲۔ بادشاہ اشوکا ۷۶

۳۔ مقدس تھامس اکوئینس ۸۱

باب پنجم: مذہبی تیوہار ۸۶

۱۔ عید الفطر ۸۷

۲۔ کرسمس ۹۰

۳۔ بابا گرونانک دیو جی کا جنم دن ۹۴

۴۔ مہاشِوراتری ۹۷

باب اول

مذاہب کا تعارف

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد، طلبہ وطالبات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ:

- مذہب کا وصف بیان کر سکیں۔
- دوسرے مذاہب اور ان کے عقائد کو جان سکیں۔
- معاشرے میں مذہب کی اہمیت کے بارے میں بحث ومباحثہ کر سکیں۔
- مختلف طریقوں سے مذہب کو سمجھنے کے لیے مثالیں پیش کر سکیں۔
- سکھ مذہب کے حوالے سے مذاہب کی ترقی بیان کر سکیں۔
- سکھ مت کی مقدس کتاب کو جان سکیں۔
- سکھ مذہب کی تعلیمات بیان کر سکیں۔
- تجزیہ کر سکیں کہ کسی مذہب کی ذاتی، سماجی اور عوامی زندگی پر کون سے اثرات ہیں۔

تعارف:

مذہب عالمی بھائی چارے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ انسانیت کی ذاتی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر اصلاحات چاہتا ہے۔ بااخلاق اور باکردار ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں سے حسن سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے اور انسانوں کے لیے یہ خوبی عالمی اتحاد پیدا کرنے اور ترقی کی طرف بڑھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

عالمی مذاہب میں، سکھ مذہب کی ایک الگ حیثیت ہے جو بابا گرونانک دیو جی کی پیدائش کے بعد شروع ہوئی تھی۔ یہ مذہب انسانیت سے محبت، رشتے داروں اور برادری کے ساتھ تعلقات میں اضافے، دیانت داری، حلال رزق کمانا اور مالکِ حقیقی کی پیروی کی تعلیم دیتا ہے۔

اس باب میں مذاہب کے تعارف، انسانی ترقی میں مذہب کے کردار، اخلاقی اقدار اور کردار کی نشوونما اور سکھ مذہب کے تفصیلی تعارف پر مشتمل اسباق دیے گئے ہیں۔

مذہب

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- مذہب کا وصف بیان کر سکیں۔
- دوسرے مذاہب اور ان کے عقائد کو جان سکیں۔
- معاشرے میں مذہب کی اہمیت کے بارے میں بحث ومباحثہ کر سکیں۔
- مختلف طریقوں سے مذہب کو سمجھنے کے لیے مثالیں فراہم کر سکیں۔

انسانی دل و دماغ میں پیدا ہونے والا مقدس احساس جو ایک اَن دیکھی بالا مقدس ذات کے وجود سے وابستہ ہوتا ہے۔ اسے "مذہب" کہا جاتا ہے۔ ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو اعلیٰ ہستی سے تعلق رکھنے اور اس سے رجوع کرنے، رسومات، عبادات، تقویٰ، نیک اعمال بجا لانے اور برے کاموں سے پرہیز کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مزید یہ کہ ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق، خوش مزاجی اور حسن سلوک کی بھی تاکید کرتا ہے۔

ازل سے ہی ہمارا ناتا مالکِ حقیقی سے قائم ہے اور اسی کے ساتھ ہم انسانیت کے ناتے سے بھی جڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا بہ حیثیت انسان، ہماری ذمے داری ہے کہ ہم مالکِ حقیقی کو پہچانیں، ہر وقت اس کی بندگی کے لیے تیار رہیں، سب کو بھائیوں والی نظر سے دیکھیں اور اپنے آس پاس کے ماحول کو برقرار رکھیں۔ یہ اَقدار (Values) ہمیں مالکِ حقیقی کے نزیک ایک بہتر انسان بننے اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک قائم کرنے کے قابل بناتی ہیں۔

مذہبی تعلیم کے ذریعہ اپنی عبادتوں کی پابندی اور اس کے تمام احکامات پر عمل کرنے سے ہم اپنے اندر اچھی عادات اور خوبیاں پیدا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ کمزوروں کی مدد، بڑوں کا احترام، چھوٹوں سے پیار، بیماروں کی خدمت، بچوں پر رحم، غریب اور مساکین کی دیکھ بھال کرنا وہ خصوصیات اور صفات ہیں جن کی معاشرے میں ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ ہر مذہب ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس دنیا میں مالکِ حقیقی کی پہچان کے ساتھ ساتھ اشرف المخلوق کی حیثیت سے تمام جانداروں پر

رحم کریں۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، ہر انسان سے عزت اور احترام سے برتاؤ کریں، اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان باتوں میں دوسروں کے لیے ایک مثال بنیں۔

ویسے تو اچھی عادات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ مثال کے طور پر: سچائی، ایمان داری، دوسروں کا احساس، اُخوّت، اتحاد، برداشت، صبر و تحمل، رحم دلی، بڑوں کا ادب واحترام وغیرہ۔ ان صفات کو مثالوں کی روشنی میں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ضروری ہے کہ ان تمام مثالوں کو پڑھتے ہوئے، آپ یہ سوال ذہن میں رکھیں کہ ہم اپنی ذاتی زندگی میں ان خوبیوں کو کس طرح اپنا سکتے ہیں اور اپنے کردار کو کیسے بنا سکتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

انسانی دل و دماغ میں پیدا ہونے والا ایسا مقدس احساس جو کسی اَن دیکھی بالا مقدس ذات کے وجود سے تعلق رکھتا ہو "مذہب" کہلاتا ہے۔ ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو اعلیٰ ہستی سے تعلق رکھنے اور اس سے رجوع کرنے، رسومات، عبادات، تقویٰ، نیک اعمال کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. مذہب کا وصف بیان کریں۔
2. مذہب کی بنیادی اقدار میں سے کسی بھی پانچ کے نام تحریر کریں۔
3. اشرف المخلوقات کی حیثیت سے ہم پر کون کون سی ذمے داریاں لاگو ہوتی ہیں؟
4. دنیا میں آتے ہی انسان کا ناتا کس کس سے جڑ جاتا ہے؟
5. معاشرے میں ہمیشہ کون کون سی خوبیوں کی ضرورت ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. مذہب ہمیں................کام کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔
2. مالکِ حقیقی نے انسانوں کو................کا مرتبہ عطا کیا ہے۔
3. ہم پر لازم ہے کہ ہم ہر انسان کو................اور................سے نوازیں۔
4. مذہب بڑوں کی................اور چھوٹوں سے................کی تلقین کرتا ہے۔
5. اشرف المخلوقات کی حیثیت سے ہم سب................پر رحم کرتے ہیں۔

(ج) مندرجہ ذیل درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

1. ازل ہی سے انسان کا ناتا جڑ جاتا ہے:

(الف) والدین سے (ب) محلے سے

(ج) مالکِ حقیقی سے (د) گھر سے

2. ہر مذہب سکھاتا ہے:

(الف) نیکی کرنا (ب) دولت کمانا

(ج) ترقی کرنا (د) حکم دینا

3. ہم بندگی کے لیے تیار رہیں:

(الف) انسانیت کی (ب) مذہب کی

(ج) مالکِ حقیقی کی (د) حکمرانوں کی

4. مالکِ حقیقی بندوں کو اچھے اخلاق اور حسن سلوک کے بارے میں:

(الف) ہدایت کرتا ہے (ب) حکم دیتا ہے

(ج) تلقین کرتا ہے (د) ان سب باتوں کی تعلیم دیتا ہے

5. ہر مذہب خاص بات کی تلقین کرتا ہے:

(الف) اچھے اخلاق کی (ب) حسن سلوک کی

(ج) پرہیز گاری کی (د) یہ سب

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

استاد صاحب طلبہ کو دو گروپوں (الف) اور (ب) میں تقسیم کر کے انھیں نیک اعمال / برے اعمال کی فہرست تیار کرنے اور کلاس میں پیش کرنے کی عملی مشق کروائے:

گروپ: الف	گروپ: ب
نیک اعمال کی فہرست	برے اعمال کی فہرست

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے والدین سے اپنے مذہب کی معلومات جمع کر کے کلاس میں پیش کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
ناتا	تعلق، رشتہ	اخوت	بھائی چارہ
حسن سلوک	اچھا برتاؤ	اتحاد	میل جول
اعلیٰ	بہترین، سب سے اونچا	صبر و تحمل	برداشت
اشرف المخلوقات	ساری مخلوق میں سب سے اچھی مخلوق	فہرست	ناموں کی تفصیل

انسانی ترقی میں مذہب کا کردار

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- انسانی ترقی کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- انسانی ترقی کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کر سکیں۔
- سمجھا سکیں کہ انسانی ترقی میں مذاہب کا کیا کردار ہے۔
- مختلف طریقوں سے مذہب کو سمجھنے کے لیے مثالیں پیش کر سکیں۔

آج، چھٹی جماعت کے طلبہ و طالبات کو لائبریری لے جانے کا موقع ملا۔ جب تمام طلبہ وہاں جمع ہوئے تو نوٹس بورڈ پر لکھے اس جملے نے انھیں حیرت میں ڈال دیا:

"غار میں رہنے والا انسان آج آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔"

ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر طالب علم اس عبارت میں گم ہو گیا ہو۔ کچھ دیر کے لیے طالب علم ایک دوسرے سے کُھسر پُھسر اور گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ تمام طلبہ اپنی اپنی رائے پیش کرنے میں مصروف تھے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ لائبریری میں آواز بڑھ چکی ہے۔ اچانک سر ڈیوڈ کی آواز سے تمام طلبہ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

سر ڈیوڈ نے طلبہ کو بتایا کہ انسان پہلے کی نسبت آج بہت تیزی سے ترقی کر چکا ہے۔ انسانی ترقی کا مطلب ہے کہ معاشرے میں بسنے والے لوگوں کا معیار زندگی وقت، ضروریات اور حالات کے مطابق آسان اور کارآمد بن جائے پر شہری سہولت اور آزادی سے اپنی خدمات انجام دے سکے۔ اس سے پہلے کہ وہ سر ڈیوڈ کو اس حیرت کی وجہ بتائیں اور ان سے سوالات پوچھیں، سر ڈیوڈ نے خود ہی نوٹس بورڈ پر لکھی عبارت کے جواب میں کہا کہ دنیا کے آغاز میں انسانی آبادی بہت کم تھی۔ جیسے جیسے انسانوں کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا، لوگوں نے آپس میں مل کر رہنا شروع کیا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی، اسی طرح ترقی کے امکانات بھی بڑھتے گئے۔ ایک ساتھ رہتے ہوئے، وہ نئی چیزوں کو اپنانے اور دشواریوں کا حل نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ اس ترقی نے انسانی زندگی کے ہر پہلو پر اپنے نقش چھوڑے۔ چاہے اس کا تعلق کھیتی باڑی سے ہو یا فن تعمیر سے ہو، موسیقی اور ادب کے میدان سے ہو یا معاشرتی قانون سازی، سیاسی واقفیت یا مذہب کی سمجھ سے ہو۔

انسان پانچوں حواس کے ذریعے اپنی ذاتی، انفرادی اور سماجی زندگی میں مختلف چیزوں سے تعلقات کا مشاہدہ کرتے ہوئے زندگی کے ہر شعبے میں اپنے سے پہلے لوگوں کے مقابلے میں ترقی کو اپنا مقصد بنایا۔ اس کی بہت سی وجوہات تھیں، جن میں سب سے اہم حقیقت خود سے اعلیٰ ہستی کا اقرار تھا۔ انسان نے یہ جان لیا کہ یہ کائنات اپنے خالق کے کہنے پر چل رہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان نے عقل اور شعور کی مدد سے کائنات کے ہر علم سے اپنے آپ کو روشن کرنا شروع کیا، جس میں خوشی، غم، زندگی، موت، اچھائی اور برائی وغیرہ نے انسانی سوچ پر گہرے اثر ڈالے۔

تمام طلبہ و طالبات دل چسپی سے انسانی ترقی کی بات سن رہے تھے۔ سر ڈیوڈ نے مزید کہا کہ جب انسانوں نے مل جل کر رہنا شروع کیا تو، قاعدے قانون کی ضرورت محسوس کی۔ اپنی عقل اور سوچ کے ذریعے، انسانوں نے بے شمار اور ایسے قانون اور قاعدے بنائے جو ان کے لیے فائدہ مند ہوں اور سب ان کی پابندی کریں، تا کہ لوگوں میں پیار، محبت اور امن کی فضا قائم ہو۔ دنیا کے تمام مذہب لوگوں کو ایک دوسرے سے بھلائی اور محبت کا درس دیتے ہیں۔ ہر مذہب چاہتا ہے کہ اس کے پیروکار ہر دور میں انسانوں کا احترام کریں۔ آپس میں اختلافات کے بجائے مساوات اور بھائی چارے سے رہیں اور اپنی زندگی میں توازن پیدا کریں۔ ایک دوسرے کی جان، مال اور حقوق کی حفاظت کریں۔ اچھی سوچ کے علاوہ اچھے کاموں کا بھی مظاہرہ کریں اور ان تمام احکامات پر سختی سے عمل کریں جو مذہب نے انسانوں کو دیے ہیں۔ ان کی وجہ ہی سے انسانیت کی تعمیر اور اصل میں معاشرے کی تعمیر ممکن ہے۔

اس سبق خلاصہ یہ ہے کہ

انسانی ترقی کا مطلب ہے کہ معاشرے میں بسنے والے لوگوں کا معیار زندگی، وقت، ضروریات اور حالات کے مطابق آسان اور موثر بن جائے، ہر شہری آسانی اور آزادی کے ساتھ اپنی خدمات انجام دے سکے۔ مذہب ہمیں اپنی پہچان اور ذاتی تجربات کا موقع دیتا ہے۔ در حقیقت، تمام مذاہب اخلاقیات کا درس دیتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. انسانی ترقی کا کیا مفہوم ہے؟
2. طلبہ نوٹس بورڈ پر کون سی عبارت لکھی ہوئی دیکھی؟
3. انسانی ترقی نے زندگی کے کون سے پہلوؤں پر اپنے نقش چھوڑے ہیں؟
4. مذہب کے بارے میں اپنے خیالات بیان کریں؟
5. انسانی ترقی میں مذہب کا کیا کردار ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. غار میں رہنے والا انسان آج................کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔
2. جب انسانوں نے مل کر رہنا شروع کیا تو................ کی ضرورت محسوس کی۔
3. تمام مذہب لوگوں کو ایک دوسرے سے................اور................کا درس دیتے ہیں۔
4. سب کو ایک دوسرے کی جان، مال اور حقوق کی................ کرنی چاہیے۔
5. ہمیں اچھی سوچ کے علاوہ اچھے................کا بھی مظاہرہ کرنا چاہیے۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ "اور غلط پر " ✗ "کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. مذہب انسانی ترقی کا حامی ہے۔	☐	☐
2. انسان چھے حواسوں کے ذریعے مشاہدہ کرتا ہے۔	☐	☐
3. مذہبی تعلیم سیکھنا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے۔	☐	☐
4. انسان مال اور دولت سے کائنات کو روشن کرتا ہے۔	☐	☐
5. انسانی ترقی کا دارومدار بہتر حکمرانی سے ہے۔	☐	☐

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ کمرہ جماعت میں A، B اور C گروپ بنا کر دی ہوئی ہدایات کے مطابق خلاصہ پیش کریں۔ مثلاً:

A	B	C
انسانی ترقی کا مفہوم	انسانی ترقی کے مختلف پہلو	انسانی ترقی میں مذہب کا کردار

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے والدین سے اپنے مذہب کی رسومات کے بارے میں معلومات جمع کر کے اگلی کلاس میں اس کا خلاصہ پیش کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی	
لفظ	معنی
عبارت	تحریر
کھُسر پھُسر	کانا پھُوسی کرنا
نقش	نشان، چھاپ
شعور	تمیز

اعلیٰ اخلاقی اقدار اور کردار کی نشوونما

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- کردار کی وصف بیان کر سکیں۔
- اخلاقی اقدار کی تعریف کر سکیں۔
- اچھے کردار اور اعلی اخلاقی اقدار کی اہم خوبیوں کی وضاحت کر سکیں۔
- کردار اور اخلاقی اقدار میں اچھے اور برے ہونے کا فرق بیان کر سکیں۔
- اچھے کردار کو اپنانے کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- اچھے کردار اور اعلی اخلاقی اقدار کو اپنانے کے لیے مقدس کتابوں سے منتخب باتیں بیان کر سکیں۔

کردار کا وصف: معاشرے میں رہتے ہوئے، ہر شخص رہن سہن، سوچنے سمجھنے، کام کاج کرنے، لین دین، اٹھنے بیٹھنے اور دوسروں سے بات چیت کرنے کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ جسے فرد کا کردار کہا جاتا ہے۔ اگر اس کا طرز زندگی دوسرے انسانوں کے لیے فائدہ مند ہے، تو یہ ایک اچھا کردار کہلاتا ہے اور اگر دوسرے لوگوں کو اس کی طرزِ زندگی نقصان پہنچاتا ہے تو اسے خراب کردار سمجھا جاتا ہے۔ کردار کو بہتر بنانے میں مذہب ہی انسان کو ہدایت دیتا ہے۔

اخلاقی اقدار: جیسے درخت پھل اور پودوں کو پھول حُسن بخشتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو اس کی اپنی خوبیاں اور اخلاقی اچھائیاں خوبصورت بناتی ہیں۔ یہ خوبیاں کبھی فرد کا حصہ بن جاتی ہیں تو کبھی کسی قبیلے اور قوم کا جوہر بن جاتی ہیں۔ انھیں "اخلاقی اقدار" کہا جاتا ہے۔

ثقافتی اعتبار سے، ہر قوم کی اپنی اپنی اخلاقی اقدار ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر: مہمان نوازی، بہادری، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام، والدین کی خدمت، دوسروں کی مدد، ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

درج ذیل کہانیوں میں سے اچھے کردار اور اخلاقی اقدار کی عکاسی ہوتی ہے:

۱۔ والدین کی خدمت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم صوفی بزرگ ہو گزرے ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی خدمت کو ایک عظیم عبادت سمجھتے تھے۔ ایک رات ان کی والدہ نے ان سے پانی مانگا۔ بایزید پانی لینے گئے، دیکھا کہ صراحی خالی ہے۔ کسی اور برتن میں بھی پانی نہیں تھا۔ وہ پانی لینے کے لیے ندی طرف روانہ ہو گئے، اور شدید سردی کے باوجود وہاں سے پانی بھر کر آ گئے۔ جب پانی لے کر آئے تو ان کی ماں سو چکی تھیں۔ وہ پانی کا پیالا اٹھا کے اپنی والدہ کی چارپائی کے نزدیک کھڑے ہو گئے۔

کچھ دیر بعد ان کی والدہ کی آنکھ کھلی تو انھوں نے بایزید کو پانی لیے اپنے پاس کھڑے دیکھا۔ انھوں نے اٹھ کر پانی پیا اور کہا "بیٹا! تم نے اتنی تکلیف کیوں کی؟ بستر کے قریب پانی رکھ میں اٹھ کر خود ہی پی لیتی۔" حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ "آپ نے مجھ سے پانی طلب کیا تھا، مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ جب آپ کی آنکھ کھلتی تو شاید میں آپ کے پاس نہ ہوتا۔" ان کی والدہ یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئیں اور انھیں بہت ساری دعائیں دیں۔

۲۔ شہد کی مکھّی سے سبق (نظم)

رکھتے ہو اگر ہوش تو اِس بات کو سمجھو
تم شہد کی مکھّی کی طرح علم کو ڈھونڈو

یہ علم بھی اک شہد ہے اور شہد بھی ایسا
دنیا میں نہیں شہد کوئی اِس سے مُصَفّٰا

ہر شہد سے جو شہد ہے میٹھا، وہ یہی ہے
کرتا ہے جو انساں کو توانا، وہ یہی ہے

یہ عقل کے آیئنے کو دیتا ہے صفائی
یہ شہد ہے انساں کی ، وہ مکھی کی کمائی

سچ سمجھو تو انسان کی عظمت ہے اِسی سے
اِس خاک کے پتلے کو سنوارا ہے اِسی نے

پُھولوں کی طرح اپنی کتابوں کو سمجھنا
چَسکا ہو اگر تم کو بھی کچھ عِلم کے رَس کا

(علامہ اقبالؒ)

اس نظم میں علامہ اقبالؒ نے طلبہ کو علم حاصل کرنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ علم کی تلاش اور علم سیکھنے کا یہ عمل انسان کو دانا یعنی عقل مند بناتا ہے جس کی وجہ سے وہ صحیح اور غلط، اچھائی اور برائی میں فرق کر سکتا ہے اور اپنی حقیقت کو جان لیتا ہے۔ گویا وہ طلبہ جو علم کی تلاش کا سفر شروع کرتے ہیں وہ خود شناسی حاصل کرتے ہیں جس کی بدولت انھیں خدا شناسی بھی حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ کسان کی سادگی

کسی گاؤں میں ایک غریب کسان رہتا تھا، اس کی بیوی مکھّن بناتی تھی، جس سے ان کے گھر کا گزارہ ہوتا تھا۔ ایک بار اس نے مکھّن بناکر اپنے شوہر کو دیا، تاکہ وہ اسے شہر میں بیچ کر گھر کے لیے سودا سُلف لے آئے۔ کسان نے شہر جاکر معمول کے مطابق دوکان کو مکھّن دیا اور اس سے چائے کی پتی، چینی، تیل اور صابن وغیرہ لے کر اپنے گاؤں واپس چلا گیا۔

کسان کے جانے کے بعد، مکھن کو فریزر میں رکھ دیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نا مکھن تول کر دیکھا جائے۔ جب اس نے مکھن کو تولا تو وہ ایک کلو گرام کے بجائے 900 گرام تھا۔ جس پر دکان دار کو بہت غصہ آیا اور اسے دکھ ہوا۔

دوسری بار جب کسان مکھن کے ساتھ دکان دار کے پاس پہنچا تو دکان دار نے کسان بے عزتی کرتے ہوئے کہا: تو دھوکے باز شخص ہے، تیرے کے ساتھ تجارت کرنا مناسب نہیں۔

غریب کسان نے دکھی انداز میں کہا: "میرے بھائی مجھ سے ناراض نہ ہو۔ ہم غریب اور سادہ لوگ ہیں۔ ہمارے پاس تولنے کے لیے تو باٹ بھی نہیں۔ میں تم سے جو ایک کلو چینی لے کر جاتا ہوں، اسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھتا ہوں، دوسری طرف مکھن کا وزن کرکے تمھارے پاس لے کر آتا ہوں۔"

یہ سن کر دوکان دار بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا کہ اس بے ایمانی اور تول کی کمی کا اصل مجرم میں ہی ہوں، تو نہیں۔ کیونکہ تیری تول میری چینی کا وزن ہے، جس میں 100 گرام کی کمی ہے۔ اسی لیے مجھے اب یہ احساس ہوا ہے کہ ہر برے کام کا انجام ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ "جیسا بوئو گے ویسا کاٹو گے۔"

۴۔ دوسروں کے لیے جینا

ایک گدھا گاڑی والا دکان دار کے ساتھ بحث کر رہا تھا کہ دکان دار نے لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے اپنی دکان کا سامان غیر قانونی طور پر حد سے باہر رکھ دیا ہے، جس سے سامان سے بھری گدھا گاڑی لے جانا مشکل ہو رہی تھی۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ دکان دار نے اپنی دکان کا کوڑا کرکٹ عام لوگوں کے راستے میں پھینک دیا تھا، لہٰذا گدھا گاڑی آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ دکان دار ان معاملات سے لاپرواہونے کی وجہ سے اپنے خیالات میں گم تھا۔ اسے گدھا گاڑی والے کی تکلیف کی کوئی پروا تھی اور نہ کوئی احساس تھا۔

"آخر اس مسئلے کا فیصلہ کون کرے گا؟" گدھا گاڑی کے مالک نے شکایت کرتے ہوئے چِلا کر کہا۔ کسی نے جاکے یہ بات محتسب صاحب کو بتائی جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ مارکیٹ میں چیزوں کی قیمتوں میں توازن رکھنا، بازار میں دکان داروں سے متعلق شکایات کو حل کرنا، سبزی، گوشت اور کپڑا، درزی، نائی، جوتے، پانی بیچنے والوں کے معاملات کو حل کرنا۔

جب محتسب کو اس پریشانی کا علم ہوا تو وہ جلدی سے وہاں پہنچا اور دونوں فریقوں کی باتوں کو غور سنا اور پھر شکایت کو حل کرتے ہوئے دکان دار کو حکم دیا کہ وہ فوراً اپنی دکان کا سامان مقرر کی گئی حد سے ہٹا دے اور آیندہ عوام کے لیے چھوڑے گئے راستے پر غیر قانونی قبضہ نہ کرے۔

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم دوسروں کے لیے رحمت بنیں نہ کہ زحمت۔

۵۔خوش اخلاقی

ایک بااخلاق دکان دار شہد کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کی خوش مزاجی اور اچھے اخلاق کی وجہ سے اس کی دکان پر گاہکوں کی بھیر لگی رہتی ہے اور اس کا شہد بہت زیادہ بکتا تھا۔

ایک اور شخص جو بدکلام وبدمزاج تھا، اُس نے جب دیکھا کہ دوسرے دکان دار کا کاروبار روز بہ روز بڑھتا جارہاہے، اور اس سے جلنے لگا اس کے دل میں تعسب پیدا ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ شخص اکیلا کیوں فائدہ اٹھارہاہے۔ دل میں خیال کیا: ''میں بھی شہد فروخت کروں گا اور گاہکوں کی توجہ اپنی طرف کرلوں گا۔'' یہ سوچ کر اس نے پہلے شخص کی دکان کے قریب شہد کی دکان کھولی، لیکن کئی دن تک کوئی بھی گاہک اس کی دکان پر نہیں آیا۔

آخر کار تنگ آکر ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا: ''مجھے نہیں معلوم کہ میرے شہد میں کیا خرابی ہے، ایک بھی گاہک میری دکان پر نہیں آتاہے، جب کہ اس دکان پر لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔''

اس کی ذہین بیوی، جو اپنے شوہر کے مزاج سے واقف تھی، کہنے لگی: ''جھوٹی زبان والے آدمی کا شہد بھی جھوٹا ہوتا ہے۔''

٦۔ احسان کرنا

ایچ جے ویلز انگریزی ادب میں ایک مشہور مصنف کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ اس نے لندن شہر میں ایک شان دار گھر بنوایا تھا، لیکن اس گھر میں رہنے کے بجائے وہ ایک معمولی سے گھر میں رہتا تھا۔ اور وہ اپنا گھر اپنے نوکروں کو دے دیا تھا۔

جب ایچ جے ویلز کے عزیزوں اور دوستوں کو یہ خبر ملی تو وہ حیران ہو گئے۔ انھوں نے ایچ جے ویلز سے وضاحت کرنے کے لیے کہا کہ آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟ کیوں کہ عام طور پر خوبصورت اور عالی شان گھروں کے مالک اپنے بنگلوں میں خود ہی رہتے ہیں، اپنے نوکروں کو نہیں ٹھراتے۔

ایچ جے ویلز نے جواب دیا کہ میں بچپن میں اپنی والدہ کے ساتھ ایک چھوٹے سے گھر میں رہتا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ وہاں کی زندگی کیسی ہوتی ہے؟ لوگ کن حالات میں رہتے ہیں؟ اب جب کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں اور گھر میں کوئی بھی نہیں تو میں اتنے شان دار بنگلے میں رہ کر کیا کروں؟ بہتر ہے کہ اس بڑے بنگلے میں میرے خادم اپنے بچوں کے ساتھ خوشی اور آرام سے زندگی بسر کریں تاکہ ان کے بچوں کو کوئی تکلیف نہ دیکھنی پڑے۔ میرے لیے تو یہ معمولی گھر کافی ہے، جہاں میں سکون سے اپنا کام کر سکتا ہوں۔

ایچ جے ویلز کے دوستوں نے جب یہ بات سنی تو اس کی بہت تعریف کی کہ وہ ایک ایسا آدمی ہے جو خود تکلیف میں رہ کر دوسروں کو خوش کرنے کا فن جانتا ہے۔

عمدہ کردار اور اعلی اخلاقی اقدار کے بارے میں مقدس کتابوں سے منتخب باتیں

- لوگوں سے خوش اسلوبی سے بات کریں۔ (قرآن مجید)
- انسان کو وہ ہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ (قرآن مجید)
- نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ (قرآن مجید)
- اگر آپ بہادر دیکھنا چاہتے ہیں تو اس شخص کو دیکھیں جو معاف کرتا ہے۔ (بھگود گیتا)
- جہنم کی طرف جانے والے راستے تین ہیں۔ خود غرض خواہشات، غصہ اور لالچ۔ (بھگود گیتا)
- جو شخص کسی کی بھلائی کو نہیں سراہتا وہ انسانیت کے لیے ایک داغ ہے۔ (رامائن)
- بزدل اور کمزور شخص تقدیر پر بھروسا کرتا ہے، جب کہ مضبوط اور خود اعتماد انسان کبھی بھی قسمت پر بھروسا نہیں کرتا۔ (رامائن)
- جہاں غرور داخل ہوتا ہے وہاں رسوائی داخل ہوتی ہے۔ لیکن درگزر کرنے والوں کے لیے حکمت ہے۔ (امثال)
- سچے شخص کی سچائی اس کی راہ ہموار کرتی ہے اور شریر شخص اپنے شر میں گر جاتا ہے۔ (امثال)
- آپ کا برا چاہنے والے کے لیے برکت مانگو اور اپنے مخالفین کے لیے دعا کریں۔ (انجیل)
- اپنے آپ کو عزت دو تاکہ دوسرے آپ کا احترام کریں۔ (ایناليکٹس)
- عقل مند کبھی شک نہیں کرتا، بے وقوف انسان کبھی نہیں کرتا اور بہادر کبھی ڈرتا نہیں۔ (اینالیکٹس)
- بڑے اور عظیم کاموں کو انجام دینے کے لیے چھوٹے چھوٹے کاموں سے آغاز کرنا چاہیے۔ (اینالیکٹس)
- جو داناع حق کا عَلم بلند رکھتا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرتا ہے وہ ہی آپ کے لیے بہت مددگار ہو سکتا ہے۔ (گاتھا) (گاتھا)
- اچھی سوچ، اچھے الفاظ اور اچھے عمل سے کبھی بھی اپنے آپ کو دور نہ کریں۔ (گاتھا)
- جو برائی کے خلاف کوئی عمل نہیں کرتا وہی برا ہے۔ (گاتھا)
- جنگ میں ہزاروں انسانوں پر جیت حاصل کرنے والے سے وہ شخص بڑا فاتح ہے جو اپنے آپ پر جیت حاصل کرتا ہے۔ (دھماپدھا)

- آپ پر ذمہ داریوں یا فرائض کا ادا کرنا لازم ہے۔ اس پر پچھتاؤ نہیں، خواہ اس کا نتیجہ کچھ بھی نکلے۔ (دھماپدھا)
- ہمیشہ وہ بات کریں جس سے آپ کو یا کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ (ستانیپاتا)

درجِ بالا اسباق کا خلاصہ یہ ہے کہ

ہر مذہب کی یہ تعلیم ہے کہ • یہ کائنات ایک عظیم اور بالاتر ہستی کی بنائی ہوئی ہے۔• ہم سب کو اس عظیم مالکِ حقیقی کے سامنے سجدہ کرنا چاہیے۔• تمام مقدس کتابیں انسانوں کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ • ہر مذہب کا مطالبہ ہے کہ اس کے ماننے والے اس مذہب کے بیان کردہ اصولوں پر عمل کریں۔• ہر مذہب صبر و تحمل، رواداری اور برداشت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔• عالم اور مفکر کی تین آنکھیں ہوتی ہیں۔ تیسری آنکھ "علم کی آنکھ" ہے۔ • ہر مذہب اخلاقیات کے جوہر کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی تعلیم دیتا ہے۔• مذہبی کتابوں کے مطالعے کے علاوہ دوسرے علوم کی اچھی کتابوں کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔• مذہنی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سولات کے جوابات تحریر کریں:

1. کردار کی وصف بیان کریں۔
2. اخلاقی اقدار سے کیا مراد ہے؟
3. بایزید نے اپنے والدہ کی کس انداز سے خدمت سرانجام دی؟
4. شہد کے کردار سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
5. کسان کی بات سن کر دکان دار کیوں شرمندہ ہو گیا؟
6. ہر دکان دار کے لیے خوش مزاجی کیوں ضروری ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

1. ایچ جی ویلز نے جس گھر میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا:

(الف) بڑا/کشادہ (ب) چھوٹا/تنگ

(ج) کرائے کا (د) معمولی، پر سکون

2. گدھا گاڑی والا اپنی شکایت لے کر گیا:

(الف) دوکان دار کے پاس (ب) گاؤں کے مکھیا کے پاس

(ج) محتسب کے پاس (د) پولس کے پاس

3. جھوٹی زبان والے شخص کا شہد بھی ہوتا ہے:

(الف) جھوٹا (ب) اچھا

(ج) سستا (د) مہنگا

4. جو برائی کے خلاف عمل نہیں کرتا وہ ہی:

(الف) برا ہے (ب) اچھا ہے

(ج) سست ہے (د) چست ہے

5. ہمیشہ وہ بات کریں جس سے دوسرے کو نہ پہنچے:

(الف) غصہ (ب) سکھ

(ج) تکلیف (د) فائدہ

(ج) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. حضرت بایزید پانی بھرنے کے لیے............... کی طرف روانہ ہو گئے۔
2. کسان مکھن کا وزن............ سے کر کے آیا تھا۔
3. اپنے آپ کو............... دو تا کہ دوسرے آپ کا .... کریں۔
4. جیسا............... گے ویسا کاٹو گے۔
5. عقلمند کبھی............... نہیں کرتا۔

(د) اسباق میں دی ہوئی ہر کہانی میں سے حاصل کردہ سبق اپنے الفاظ میں تحریر کریں:

.1 ______________________________

.2 ______________________________

.3 ______________________________

.4 ______________________________

.5 ______________________________

.6 ______________________________

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اسکول میں موجود پودوں کو پانی دیں اور اپنے اپنے گھروں میں پودے لگانے کے لیے والدین سے مل کر جا کر بیج لیں اور انھیں بونے کا بندوبست کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
ثقافت	تہذیب / کلچر	توازن	طاقت، زور
صراحی	پانی رکھنے کا لمبی گردن والا برتن	بدکلام	بد تمیزی سے بات کرنے وال
مُصَفَّا	پاک صاف	بدمزاج	بد تمیز، چڑچڑا

سکھ مذہب کی ترقی اور نشو ونما

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سکھ مذہب کے متعلق وضاحت کر سکیں۔
- سکھ مذہب کے اہم اصولوں کے بارے میں جان سکیں۔
- سکھ مذہب کی "پانچ علامتیں" کو جان سکیں۔
- سکھ مذہب کی بنیاد اور ترقی کے بارے میں بیان کر سکیں۔

سکھ مذہب کا تعارف:

سکھ مذہب تاریخی اعتبار سے اتنا پرانا نہیں ہے، اس کی ابتدا سولھویں صدی عیسوی میں پیدا ہونے والے عظیم رہنما بابا گرونانک سے ہوئی ہے۔ حقیقت میں سکھ مذہب ایک اصلاحی تحریک کی عملی شکل ہے جس میں بابا گرونانک نے سناتن مذہب اور اسلام کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کی ہے۔ لفظ "سِکھ" کا مطلب "پیروکار" ہے جس سے اس مذہب کو سکھ مذہب کہا جاتا ہے۔

بابا گرونانک جی 15 اپریل 1459ع کو لاہور کے قریب تل ونڈی بھومی رائے میں پیدا ہوئے، جو آج کل ننکانہ صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے والدین مذہبی اعتبار سے ہندو تھے۔ ان کے والد کا نام کلیان چند سنگھ تھا لیکن وہ مہتا کالو کے نام سے مشہور تھے۔ وہ خود بیری خاندان کھشتری سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے گاؤں کا مکھیا تھا۔ بابا گرونانک جی چھے برس کی عمر سے تعلیم شروع کی اور ہندو اور مسلم دونوں اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ 1488ع میں ان کی شادی سلکھنی نامی خاتون سے ہوئی، جس سے سری چند اور لکشمی داس پیدا ہوئے۔ دس سال تک وہ سلطان پور کے نواب خان لودھی کے پاس ملازمت کرتے رہے پھر انہوں نے اپنی روحانی ترقی کے حصول کے لیے دنیا کے طویل سفر کا آغاز کیا۔ 1521ع میں واپسی کے بعد انھوں نے کرتار پور کو اپنی روحانیت کا مرکز بنایا، جہاں 22 ستمبر 1539ع کو ان کا انتقال ہو گیا۔

سکھ مذہب میں مالکِ حقیقی کی اطاعت، انسانیت سے پیار اور برابری، ایمان داری اور رزقِ حلال کی ہدایت کی گئی ہے۔ "گرو گرنتھ صاحب" سکھ مذہب کی مقدس کتاب ہے۔ "ننکانہ صاحب" اور "پنجہ صاحب" سکھ مذہب کے مقدس مقامات ہیں۔ جہاں ان کی عبادت گاہ "گردوارا" بھی قائم ہے۔

سکھ مذہب کے اہم اصول:

سکھ مذہب مالکِ حقیقی کی وحدانیت کا قائل ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان داری اور انسانیت کی خدمت کو بھی اہم حیثیت دیتا ہے۔ ان باتوں کی بنیاد پر سکھ مذہب کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں:

نام جپنا: اس کا مطلب ہے مالکِ حقیقی کو یاد رکھنا، ہمیشہ اس کے نام کا وِرد کرنا، اس کے گیت گانا، زبان کو ہر وقت اس کے نام سے تازہ رکھنا۔

کِرت کرنا: اس کا مطلب ہے دیانت داری اور محنت سے حلال روزی کمانا۔

ونڈ چکھنا: اس کا مطلب ہے کہ اپنی دولت کو ضرورت مندوں میں بانٹنا اور دوسروں کے ساتھ مل کر کھانا۔

سکھ مذہب کی پانچ علامات:

سکھ مذہب کو ماننے والے کو اپنی زندگی میں پانچ علامات کو لازمًا اپناتے ہیں اور ان پر مذہبی احکام کے طور پر عمل کرتے ہیں۔ یہ پانچ نشانیاں حرف "کاف" سے شروع ہوتی ہیں۔ اسی لیے انھیں "پنج کاف" یا "پنج ککار" کہا جاتا ہے۔ جو درج ذیل ہیں:

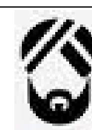	کیس	اپنے جسم کے بال نہیں کاٹے جائیں گے۔ کیون کہ تمام گرو بھی اپنے بال نہیں کاٹتے تھے۔
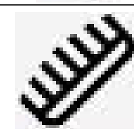	کنگھی	سر کے بالوں کو کنگھی کرنے اور سنوارنے کے لیے کنگھی ساتھ رکھی جائے گی۔
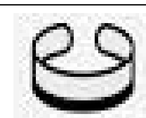	کڑا	اسٹیل یا کسی بھی دھات کا چُوڑا قوت کے لیے پہنا جائے گا۔
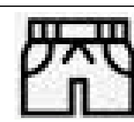	کچھّا	شلوار کے اندر چستی اور پھرتی کے لیے کچھا پہنا جائے گا۔ جس کی لمبائی گھٹنوں تک ہو گی۔
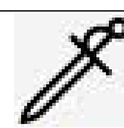	کرپان	ایک چھوٹی سی تلوار جس سے قربانی کی جائے، ساتھ رکھی جائے گی۔

سکھ مذہب کی بنیاد اور نشو ونما:

بابا گرو نانک دیو جی کے دور میں، سکھوں پر ان کی شخصیت اور تعلیم کا گہرا اثر پڑا۔ ویسے تو انھوں نے سکھوں کی مذہبی جماعت بنانے کے لیے کوئی شعوری کوشش نہیں کی اور نہ ہی اسے سیاسی جماعت بنائی، لیکن اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کے لیے اپنے بعد گرو انگد دیو جی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اس کی تقرری سکھ مذہب کے لیے کارآمد ثابت ہوئی۔ گرو انگد دیو نے نہ صرف بابا گرو نانک جی کی روایات کو جاری رکھا، بلکہ کیرتن (پوجا پاٹ) اور لنگر کی روایت کو بھی بڑھایا۔ اس نے گرمکھی لپی ایجاد کی اور صوفیوں اور بھگتوں کے کلام اکٹھے کیے اور انھیں "گرو گرنتھ صاحب (کتاب)" میں شامل کیا۔ اس طرح انھوں نے بابا گرو نانک جی کی حالاتِ زندگی مرتب کرائے اور انھی اقدامات سے ان کے پیروکاروں اور عقیدت مندوں میں اتحاد اور ایک جماعت ہونے کا احساس پیدا ہوا۔ گرو انگد دیو جی کے دور میں، "سنگت" ادارہ قائم ہوا، جو بعد میں گردوارے کی بنیاد بنا۔ تیسرے گرو امر داس نے نظم وضبط کا اہتمام کیا۔ گرو امر داس نے اکبر بادشاہ سے مل کر لوگوں کے فلاح و بہبود کے لیے بہت سے کام کیے، جن سے لوگوں کے دلوں میں سکھوں کے لیے نرمی پیدا ہوئی اور یہ تحریک مضبوط ہونے لگی،، جو سکھوں کی توجہ کا سبب بنی۔

آج دنیا کے تمام حصوں میں سکھ مذہب کے پیروکار تھوڑی بہت تعداد میں موجود ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، یورپ، امریکہ، کینیڈا، دبئی، ایران اور افغانستان میں سکھوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ سکھ مذہب کے عالمی مذہب ہونے کی یہی دلیل ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

• بابا گرو نانک جی ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن انھوں نے ذات پات کے فرق کے بغیر برابری کا پیغام دیا۔ • بابا گرو نانک جی نے ابتدائی تعلیم ہندو پنڈتوں اور مسلم عالموں سے حاصل کی اور دوسرے مذاہب کے دانشوروں، درویشوں اور عالموں سے بھی ملاقات کی۔ • سکھ مذہب کی اہم تعلیم مالکِ حقیقی کی اطاعت کرنا ہے۔ • کیس، کڑا، کنگھی، کچھا اور کرپان اس مذہب کی اہم علامات ہیں، جب کہ نام جپنا، کرت کرنا اور ونڈ چکھنا سکھ مذہب کے بنیادی اصول ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. سکھ مذہب کے بنیادی اصول کون سی ہیں؟
2. سکھ مذہب کی پانچ علامات کون سے ہیں؟
3. "نام جپنا" کا مطلب کیا ہے؟
4. "کرت کرنا" کا مفہوم بیان کریں۔
5. "ونڈ چکھنا" کا مقصد کیا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. تمام گرو اپنے جسم کے .... نہیں کاٹتے تھے۔
2. قوت کے لیے .... یا .... کا چوڑا پہنا چاہیے۔
3. ایک چھوٹی .... پاس رکھی جائے، جس سے قربانی وغیرہ کی جائے۔
4. .... اور .... سکھوں کے مقدس مقامات ہیں۔
5. بابا گرو نانک جی کے والد کا نام .... تھا۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر "✓" اور غلط پر "✗" کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. سلکھنی بابا گرونانک کی بیٹی تھی۔		
2. لفظ "سکھ" کی معنی پیروکار ہے۔		
3. بابا گرونانک کی وفات پنجہ صاحب میں ہوئی۔		
4. ونڈ چکھنے کا مطلب ہے دولت جمع کرنا۔		
5. گرو انگد دیو جی نے "سنگت" نامی ادارہ بنایا۔		

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ وطالبات کو سکھ مذہب کے بنیادی باتوں کے بارے میں اسائنمینٹ تیار کر کے لانے کی ہدایت کی جائے مثلاً:

ا۔ سکھ مذہب کے بنیادی اصول　　　　۲۔ سکھ مذہب کی نشانیاں

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ بابا گرونانک دیوجی کی اپنی روحانی ترقی حاصل کرنے کے لیے دنیا کے لمبے سفر پر روانہ ہو گئے تھے، اس سفر کے بارے میں اپنے والدین سے معلومات حاصل کر کے کمرہ جماعت میں پیش کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
جانشین	کسی بزرگ کی جگہ بیٹھنے والا	لپّی	طرز، لکھائی کا ایک انداز
کارآمد	فائدہ مند	دانش ور	علم والا، عقل مند
گُرمکھی	ہندی زبان کی ایک قسم	درویش	مذہبی بزرگ
نشوونما	بڑھنا، ترقی کرنا		

سکھ مذہب کے مہان گرو

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سکھ مذہب کے مہان گروؤں کے نام بتا سکیں۔
- سکھ مذہب کے مہان گروؤں کے کارنامے بیان کر سکیں۔

''گرو'' سنسکرت کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''اندھیرے میں روشنی پھیلانے والا''۔ گویا گرو کسی فرد کے دل سے اندھیرے کو دور کرتا ہے۔ مالکِ حقیقی تک پہنچنے کے لیے ایک رہنما کی ضرورت ہے۔ گرو کی رہنمائی اور تعلیم مالکِ حقیقی تک رسائی کا سبب بنتی ہے، لہٰذا سکھ مذہب میں گرو کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ جس کی تعداد گیارہ ہے۔ ان میں سے دس گرو انسان اور گیارھواں گرو مقدس کتاب ''گرو گرنتھ صاحب'' کو مانا جاتا ہے۔ سکھ مذہب میں بابا گرو نانک جی پہلے گرو تھے باقی دیگر دس گروؤں کا ذکر درج ذیل ہے:

گرو انگد دیو جی (لہنا بھائی):

گرو انگد دیو 1504ء میں پیدا ہوئے۔ وہ کسی مندر کے پوجاری تھے اور ہر سال بھگتوں کا گروہ لے کر آتش فشاں مقام پر دیوی کے مندر جاتے تھے۔ وہاں ایک بار گرو نانک کے پیروکار جودھا بھائی سے بہت متاثر ہوئے اور اس کے بعد بابا گرو نانک دیو جی سے ملاقات کی۔ اس وقت ان کی عمر 28 سال تھی۔ پھر وہ ساری زندگی وہاں رہے۔ بابا گرو نانک دیو جی کے دور میں انھوں نے لنگر کے کام کو بہ خوبی سنبھالا۔ بابا گرو نانک دیو جی نے اپنی وفات سے بیس دن پہلے ہی انھیں اپنا جانشین بنایا تھا۔

گرو انگد دیو نے درج ذیل اہم کام انجام دیئے: سکھ برادری کے نظام کو مضبوط کیا۔ ''گر مکھی لپی'' ایجاد کی اور بابا گرو نانک دیو جی کی سوانح عمری تیار کروائی، یکم اپریل 1552ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ اپنی موت سے پہلے، انھوں نے گرو امر داس جی کو گرو مقرر کیا۔

گرو امر داس جی:

گرو امر داس جی 1479ع میں امر تسر کے نواحی گاؤں باسر اکی میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ وہ بابا گرو نانک دیو جی کے گیت "جپ جی" (صبح کی دعا) سن کر متاثر ہوئے اور ان کے پیروکار بنے۔ اس کا بہت بڑا کام سکھوں کو منظم کرنا ہے۔ گرو امر داس جی کا ایک اور اہم کام اکبر بادشاہ کے ساتھ تعلقات کو بڑھانا ہے۔ بادشاہ کی مدد سے انھوں نے فلاح و بہبود کے بہت سے کام انجام دیے۔ مثال کے طور پر، بھیل ختم کروایا، انھوں نے مقدس کتاب "گرو گرنتھ صاحب" میں مذہبی دعاؤں کی ترویج کی۔ گرو امر داس یکم ستمبر 1574ع کو فوت ہوئے اور گرو رام داس جی کو گرو مقرر کیا۔

گرو رام داس جی:

گرو رام داس جی کا نام جیٹھا بھائی تھا۔ وہ 1534ع میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے خود 1574ع سے 1581ع تک گرو کے فرائض سر انجام دیے۔ گرو رام داس نے مذہبی پیروکاروں کو ہندوؤں سے الگ کیا اور پھر شادی اور موت کی رسومات کو الگ کر دیا، اور خاص طور پر رسمِ ستی کی مخالفت کی۔

گرو رام داس نے امر تسر شہر کو اپنا بسیرا بنایا اور وہیں بابا گرو نانک دیو جی کی تعلیم کو عام کیا۔ 28 ستمبر 1581ع کو ان کا انتقال ہوا۔

گرو ارجن دیو جی:

گرو ارجن دیو جی کو اپنے والد گرو رام داس کی وفات کے بعد 18 سال کی عمر میں گرو مقرر کیا گیا۔ گرو ارجن دیو جی 15 ستمبر 1563ع کو گووندوال میں پیدا ہوئے۔ گرو ارجن دیو جی نے امر تسر تالاب (سرور) میں مرکزی عبادت گاہ "ہری مندر صاحب" تعمیر کروایا، جسے اب "گولڈن ٹیمپل" کہا جاتا ہے۔ انھوں نے وہاں سکھ گروؤں کی رہائش گاہ بھی تعمیر کروائی۔ اسی لیے اس جگہ کو "دربار صاحب" کا نام دیا گیا ہے، جہاں بھی کوئی گرو رہتا گرو گرنتھ صاحب جی کا پاٹ ہوتا، اسے "دربار صاحب" کہا جاتا ہے۔

گرو ارجن دیو جی نے سکھوں کو مالی طور پر مستحکم بنانے کے لیے سکھوں پر عُشر (دس فیصد) کا نظام رائج کیا۔ گرو ارجن دیو جی نے راوی اور بیاس دریا کے درمیان شہر ترن ترن، کرتارپور اور ہر گوبند پور بسائے۔ 16 مئی 1606ع کو گرو جی کو قتل کر دیا گیا۔

گرو ہر گوبند سنگھ جی:

گرو ہر گوبند سنگھ جی 14 اپریل 1595ع کو پیدا ہوئے۔ سکھ برادری کے لیے ان کا دور بہت ہی مشکل دور تھا۔

مغل سلطنت مخالف ہو چکی تھی۔ گرو ہر گوبند سنگھ جی نے مظالم کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ اس طرح ان کی زندگی جنگ کی تیاری میں گزر گئی۔ انھوں نے اپنے تمام پیروکاروں کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا۔ انھوں نے مغل گورنر پنجاب کے خلاف جنگیں لڑیں۔ مغلوں کے ساتھ معاملات بد سے بدتر ہو گئے۔ اس کے بعد انھیں گوالیار کے قلعے میں بند کر دیا گیا تھا۔ جہاں ان کا انتقال 1644ع میں ہوا۔

گرو ہر رائے صاحب جی:

گرو ہر رائے صاحب جی 26 فروری 1630ع کو پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں ان کے دادا گرو ہر گوبند جی نے انھیں گرو مقرر کیا۔ وہ نرم دل اور صلح پسند انسان تھے۔ انھوں نے مغلوں کے خلاف کوئی فوجی کارروائی نہیں کی، بلکہ داراشکوہ کا دفاع کرنے میں آگے رہے۔ انھیں دہلی بلایا گیا اور وہیں 16 اکتوبر 1661ع کو انتقال کر گئے۔

گرو ہر کرشن جی:

گرو ہر کرشن جی 7 جولائی 1656ع کو پیدا ہوئے۔ وہ پانچ سال کی عمر میں گرو مقرر ہوئے تھے۔ اس وقت دہلی کے دارالحکومت میں وبا پھیل چکی تھی اور روزانہ ہزاروں افراد مر رہے تھے۔ گرو ہر کرشن جی کو مالکِ حقیقی نے ماتا کے علاج کی صلاحیت دی تھی۔ لہٰذا انھوں نے دہلی میں ماتا کے بہت سارے مریض ٹھیک کر دیے۔ دہلی کے لوگ اس مرض سے ٹھیک ہو گئے لیکن خود گرو ہر کرشن جی کو وہ بیماری لگ گئی اور انتقال کر گئے۔ اس وقت ان کی عمر سات سال، سات ماہ اور 23 دن تھی۔

گرو تیغ بہادر جی:

گرو تیغ بہادر جی 1621ع کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ وہ گرو گوبند سنگھ جی کے بیٹے تھے۔ صوفی فطرت کے آدمی تھے۔ انھوں نے دس سال تک گرو کے فرائض انجام دیے۔ ان کو اورنگ زیب بادشاہ کے دور میں دہلی کے چاندنی چوک میں 1675ع کو قتل کیا گیا تھا۔

گرو گوبند سنگھ جی:

گرو گوبند سنگھ اپنے والد کے انتقال کے بعد گرو بنے۔ انھوں نے سکھ مذہب اور سکھ روایت کے مخصوص کردار میں ردوبدل کے کام کو سرانجام دیا۔ مغل بادشاہ اور دوسرے بادشاہوں، مہاراجاؤں سے لڑنے اور بدلہ لینے میں اپنی ساری زندگی صَرف کی۔ انھوں نے سکھوں کو فوجی تربیت فراہم کی اور انھیں پہاڑی ریاستوں کے بادشاہوں کے ساتھ 19 جنگیں لڑنی پڑیں۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ مسلم ریاست حیدرآباد دکھن گئے اور اپنی باقی زندگی وہیں بسر کی۔

انھوں نے مذہب میں ہر سکھ کو مرد نام کے ساتھ ''سنگھ'' اور عورت کے نام کے آخر میں ''کنّور'' کے لفظ کے فروغ دینے کو لازمی قرار دیا۔ اپنی وفات سے پہلے انھوں نے ''گرو گرنتھ صاحب جی'' (سکھوں کی مقدس کتاب) کو گرو کا درجہ دیا۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

گرو کے لفظ کا مطلب اندھیرے میں روشنی پھیلانا ہے، سکھ مذہب کے بانی کاروں کو گرو کے لقب سے پکارا جاتا ہے، جن میں دس انسان اور ایک گرو گرنتھ صاحب کتاب ہے جو مل کر سکھ مذہب کے گیارہ گرو مانے جاتے ہیں۔ جن میں پہلے گرو خود بابا گرو نانک دیو جی ہیں، جب کہ آخری گرو ''گرنتھ صاحب'' ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. ''گرو'' کسے کہتے ہیں؟
2. سکھ مذہب کے اہم گرو کون سے ہیں؟ نام بتائیں۔
3. سکھ مذہب میں مرد اور عورت کے لیے کون سے القاب ہیں؟
4. ''گرو گرنتھ صاحب'' سے کیا مراد ہے؟
5. عمر کے اعتبار سے سب سے چھوٹا گرو کون ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. بابا گرو نانک دیو جی کے انتقال سے .... دن پہلے انگد دیو جی گرو مقرر ہوئے۔
2. گرو امر داس جی .... گاؤں میں پیدا ہوئے۔
3. گرو رام داس جی کا نام .... تھا۔
4. ہری مندر نامی عبادت گاہ .... نے بنوائی۔
5. پنجاب کے مغل گورنر کے خلاف گرو .... لڑے۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. داراشکوہ کو بچانے میں گرو ہر رائے جی نے بڑا کردار ادا کیا۔		
2. گرو ہر کرشن جی کے دور میں کورونا بیماری پھیلی۔		
3. گرو تیغ بہادر جی کو اکبر بادشاہ کے دور میں قتل کیا گیا۔		
4. گرو گرنتھ صاحب اب سکھوں کا آخری گرو ہے۔		
5. ہر سکھ مرد کا لقب سنگھ اور عورت کا کنّور ہے۔		

طلبہ و طالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ و طالبات کو سکھ مذہب کے ہر گرو کے اہم کارناموں کے بارے میں ایک صفحے کا تعارف تحریر کر کے کلاس میں پیش کرنے کو کہا جائے۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ سکھ مذہب کے اسباق پڑھنے کے بعد اس مذہب کی تعلیمات اور اپنے مذہب کی تعلیمات کا جائزہ لیں اور استاد صاحب اس بات کا خیال کریں کہ ان کے جائزے سے کسی مذہب کے پیروکار کی دل شکنی نہ ہو بلکہ ان تعلیمات سے ہر مذہب کے پیروکار ایک دوسرے کے قریب آئیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
جانشین	اپنے بعد اپنی جگہ پر مقرر کرنا	صَرف	خرچ کرنا، استعمال کرنا
وبا	وہ بیماری جو کثرت سے پھیلے	آتش فشاں	آگ برسنے والا

سکھ مذہب کی مقدس کتاب

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سکھ مذہب کے مقدس کتاب کے بارے میں جان سکیں۔
- مقدس کتاب "گرو گرنتھ صاحب" کی تعلیمات کو بیان کر سکیں۔
- بابا گرونانک دیو جی کی اہم تعلیمات کو بیان کر سکیں۔
- برصغیر میں مذہبی ہم آہنگی کی ترقی میں بابا گرونانک جی کی تعلیمات کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

گرو گرنتھ صاحب جی

گرو گرنتھ صاحب جی سکھوں کی ایک مقدس کتاب ہے۔ اسے گرو اس لیے کہا جاتا ہے کہ سکھوں کے دسویں گرو گوبند سنگھ خود کے بعد کسی سکھ کو گرو منتخب کرنے کے بجائے کتاب "گرو گرنتھ صاحب جی" کو سکھوں کی رہنمائی کے لیے گرو انتخاب کیا۔

گرو گرنتھ صاحب دنیا کی مذہبی کتابوں میں اس لیے منفرد ہیں کیوں کہ اس میں گروؤں کے شبد اور اشلوک کے علاوہ 27 اسے افراد کے کلام بھی ہیں جو نہ تو خود سکھ تھے اور نہ ہی سکھوں کے ساتھ ان کا کوئی تعلق تھا۔ ان کے مختلف مذاہب تھے، لیکن ان کا انسانیت کا جذبہ، اخلاقیات کی تربیت اور روحانی روشنی کی جستجو ایک جیسی تھی۔

گرو گرنتھ صاحب جی میں سات گرو صاحبوں، سات مسلمان صوفیوں اور گیارہ دوسرے شعراء کے کلام شامل ہیں، جن کے کلام برصغیر کے کونے کونے میں گونجتے رہتے ہیں۔ اصل میں یہ روحانی شاعری کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں سکھ مذہب کے بنیادی عقائد کا تذکرہ موجود ہے کہ مالکِ حقیقی ہی عبادت کے لائق ہے اور ہر انسان اس دینا میں مختصر وقت کے لیے آیا ہے تاکہ وہ نیک اعمال اور عبادت کرے، پھر وہ آخرت کی طرف جائے، جو ہر انسان کے زندگی کا مقصد ہے۔

گرو گرنتھ صاحب جی کو گرمکھی لپی میں لکھا گیا ہے۔ ان میں پنجابی، سندھی، مراٹھی، برج بھاشا، ہندی، سنسکرت،

عربی، فارسی، بنگالی اور تامل کے الفاظ شامل ہیں۔ اسی لیے اسے "زبانوں کا خزانہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سکھ مذہب کے پیروکاروں کے لیے ایک رہنما بھی ہے اور روحانی سرچشمہ بھی۔ سکھ اسے "زندہ گرو شہنشاہ" مانتے ہیں۔

گرو گرنتھ صاحب کی اہم تعلیمات:

- مالکِ حقیقی کی وحدانیت پر یقین کرنا چاہیے اور زندگی سچائی اور ایمان داری کے ساتھ گزارنی چاہیے۔
- دنیا میں تمام انسان برابر ہیں۔ وہ ایک ہی گوشت، ہڈی اور خون سے بنے ہیں۔ ان سب میں مالکِ حقیقی کی روشنی ہے۔ لہٰذا ایک شخص کو کسی دوسرے شخص سے تعصب یا نفرت نہیں کرنی چاہیے۔
- ہر انسان کو عام زندگی میں اعلیٰ اخلاقی اقدار جیسے سچائی، دان، دیا، عاجزی، سیوا، وئراگ، تیاگ، معافی، سنتوش اور پیار کو اپنے کردار کا حصہ بنانا چاہیے اور برائی، بے قابو، اہنکار، فخر، بدلہ، انا پرستی اور خود غرضی جیسے برائیوں سے بچنا چاہیے۔
- ہر عورت کا احترام کرنا چاہیے اور کسی بھی عورت کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔
- نجات صرف اور صرف مالکِ حقیقی کو یاد اور اس کی مخلوق کی سیوا کرنے سے حاصل ہو گی۔
- ناپاکیزگی محض رسومات ادا کر کے دور نہیں کی جا سکتی۔ پاکیزگی روح کی ہونی چاہیے۔

مذہبی ہم آہنگی میں بابا گرونانک دیو جی کی تعلیمات اور کردار:

سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک دیو جی ایک اصلاح پسند شخص تھے۔ جس معاشرے میں وہ پیدا ہوئے تھے اس میں سناتن دھرم اور اسلام دو ایسے مذاہب تھے جن کے پیروکار سب سے زیادہ تھے۔

بابا گرونانک دیو جی کی رائے تھی اور وہ کہتے بھی تھے کہ رام اور رحیم ایک مالکِ حقیقی کے نام ہیں۔ لہٰذا بابا گرونانک "نہ ہندو اور نہ مسلمان" کا نعرہ لگا کر فاصلے کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ کہتے تھے کہ مختلف مذاہب، ایک حقیقت تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ انھوں نے توحید یعنی مالکِ حقیقی کی وحدانیت کی وکالت کی۔ انھوں نے انسانی مساوات اور بھائی چارے کا درس دیا اور ذات پات کے خلاف آواز بلند کی۔

اگرچہ خود بابا گرونانک دیو جی ہی ہندوؤں کی اعلیٰ ذات سے وابستہ تھے، لیکن ان کی تعلیم اسلام کی تعلیمات سے زیادہ قریب نظر آتی ہے۔ انھوں نے مساوات، دوسروں سے محبت اور پیار، مالکِ حقیقی کی عبادت اور ایسی دوسری تعلیمات کے ذریعے لوگوں میں مذہبی مساوات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

باباگرونانک دیوجی کی اہم تعلیمات:

- تمام انسان برابر ہیں، ان کا خالق ایک ہے۔ انسان محبت کے جادو کی ڈور کے ذریعے ہی مالکِ حقیقی سے مل سکتا ہے۔
- جو شخص مالکِ حقیقی سے محبت کرتا ہے تو مالک بھی اسے محبت کرتا ہے۔
- جو مالکِ حقیقی کی طرف سے ملنے والی نعمت کے بعد عاجزی کا مظاہرہ کرے اور مالکِ حقیقی کی دین کا ادراک کرے اور مالکِ حقیقی کی دین سمجھتا ہے کہ مالکِ حقیقی نے اسے بڑی شان والی جگہ پر بٹھایا ہے۔
- حق حلال کمائیں۔ ایمان داری کی کمائی سے مالکِ حقیقی خوش ہوتا ہے۔ اپنی کمائی کا دس فیصد غریبوں میں بانٹ دو۔ حق حلال کی کمائی سے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچے اسے مساکین میں بانٹ دو۔ آپ جتنا زیادہ تقسیم کریں گے اتنا زیادہ ملے گا۔
- دن رات مالکِ حقیقی کا نام طلب کریں۔ نام جپنے سے آپ رحمت الٰہی کے حق دار ہوں گے اور آپ خوشی خوشی گزاریں گے۔
- ہمیشہ ست سنگ میں بیٹھا کریں۔ ست سنگ معنی سچ اور حق کی سنگت۔ نیک سادھوؤں اور سنتن کی صحبت میں داخل ہو جاؤ۔ ان کے وچن اور سنگیت سنو۔ ست سنگ کا رنگ جلدی چڑھتا ہے اور اسی سے نجات ملے گی۔
- انا پرستی چھوڑ کر اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر مالکِ حقیقی کی راہ میں وقف کر دو۔ مالک کی مرضی پے راضی رہو۔ جھوٹے سہارے چھوڑ کر ہمیشہ اسے ہی مدد کے لیے پکارو، وہ ہمیشہ سچے لوگوں کا ناصر ہوتا ہے۔
- ہمیشہ صبر کرو اور مالکِ حقیقی کی مرضی پے مطمئن رہو۔
- رحم دھرم کا جوہر ہے۔ رحم دلی مالکِ حقیقی کی خوبی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو معاف کیا جائے تو خود اپنے دل میں ترس کھا کر دوسروں کو بھی معاف کر دو۔
- مالکِ حقیقی کی ذات پاک ہے۔ آپ بھی پاک و صاف زندگی گزارنے کی کوشش کرو۔ دل میں مالکِ حقیقی کا پیار رکھو، دوسری مخلوق سے محبت کرو۔ اسے اپنی زندگی کا مقصد بناو۔ یہی خوبی آپ کو مالکِ حقیقی سے ملائے گی۔

باباگرونانک دیوجی کی تعلیمات کسی مذہب یا دھرم سے ٹکراتی نہیں ہیں۔ ان تعلیمات کی وجہ سے سکھوں میں دوسرے انسانوں کے لیے محبت، بھائی چارے، عزت اور احترام پیدا ہوا۔ اور انھوں نے برصغیر میں تمام مذاہب اور دھرم کے لوگوں میں مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• بابا گرونانک دیو جی ہندو مذہب کی اعلیٰ ذات سے وابستہ تھے، لیکن وہ ذات پات کی تفریق پر یقین نہیں رکھتے تھے، مساوات کا پیغام دیتے تھے۔ • بابا گرونانک دیو جی نے ابتدائی تعلیم ہندو اور مسلمان اساتذہ سے حاصل کی۔ • سکھ مذہب کی تعلیمات میں گرو یعنی رہنما ایک اہم پہلو ہے۔ اس کے مطابق، گرو کی ہدایات سے انسان مالکِ حقیقی کو پہچان سکتا ہے۔ • سکھ مذہب کے تمام گروؤں نے اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کیا۔ لیکن دسویں گرو، گرو گوبند سنگھ جی نے اپنے بعد "گرو گرنتھ صاحب جی کتاب" کو سکھوں کا گیارھواں اور آخری گرو مقرر کیا۔ • گرو گرنتھ صاحب جی کتاب میں زیادہ تر گروؤں کی تعلیمات موجود ہیں۔ اس میں صوفیوں، ہندو بودھوں اور دوسرے شاعروں کے کلام بھی شامل ہیں۔• برصغیر میں سکھ مذہب کے بانی نے لوگوں میں پیار اور محبت، بھائی چارے اور رواداری کا درس دیا ہے۔ اس طرح انھوں نے برصغیر میں مذہبی مساوات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. گرو گرنتھ صاحب جی کو گرو کیوں کہا گیا ہے؟
2. گرو گرنتھ صاحب جی میں کس کا کلام شامل ہے؟
3. گرو گرنتھ صاحب جی میں کون سی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں؟
4. گرو گرنتھ صاحب جی کی کوئی پانچ تعلیمات بیان کریں۔
5. مذہبی ہم آہنگی میں ان تعلیمات کا کیا کردار ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. .... کی کمائی سے مالکِ حقیقی خوش ہوتا ہے۔
2. نام جپنے سے آپ .... کے حق دار ہوں گے۔
3. سب انسان .... ہیں اور ان کا خالق .... ہے۔
4. بابا گرونانک دیو جی نے مالکِ حقیقی کی .... کی پرچار کی۔
5. سکھ مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے کہ مالکِ حقیقی ہی .... کے لائق ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

1. بابا گرونانک دیو جی شخصیت کے مالک تھے:

(الف) اصلاح پسند (ب) خود پسند

(ج) دولت پسند (د) شہرت پسند

2. گرو گرنتھ صاحب میں سکھ مذہب کے علاوہ جن لوگوں کا کلام شامل ہے ان کی تعداد ہے:

(الف) 26 (ب) 27

(ج) 28 (د) 29

3. گرو گرنتھ صاحب جی لپی میں لکھا ہوا ہے:

(الف) سندھی (ب) ہندی

(ج) گرمکھی (د) دیوناگری

4. بابا گرونانک دیو جی کا قوم سے تعلق تھا:

(الف) مسلمانوں کی اعلیٰ ذات (ب) مسیحیت کی اعلیٰ ذات

(ج) یہودیوں کی اعلیٰ ذات (د) ہندوؤں کی اعلیٰ ذات

5. بابا گرونانک دیو جی کے مطابق رام اور رحیم نام ہیں:

(الف) فرشتوں کے (ب) مالکِ حقیقی کے

(ج) دیوتاؤں کے (د) گروؤں کے

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

استاد صاحب طلبہ کو دو گروپوں (الف) اور (ب) میں تقسیم کر کے انھیں نیک اعمال / برے اعمال کی فہرست تیار کرنے اور کلاس میں پیش کرنے کی عملی مشق کروائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے اپنے والدین سے اپنے مذہب کی معلومات جمع کر کے کلاس میں پیش کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
شبد	بھجن	انا پرستی	تکبر
اشلوک	شعر / بیت	گُرمکھی لپی	انداز تحریر(Font)
جستجو	کوشش		

باب دوم

معاشرتی واخلاقی اقدار

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد، طلبہ وطالبات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ:

- اخلاقی اقدار کی وصف بیان کرسکیں۔
- سماجی زندگی کی ترقی میں مددگار اخلاقی اقدار بیان کرسکیں۔
- اخلاقی اقدار پے عمل کرتے ہوے پیش آنے والی دشواریوں کو جانیں اور ان کو ختم کرنے کے لیے اقدامات لے سکیں۔
- اخلاقی اقدار کی قدروقیمت کا جائزہ لے سکیں۔

معاشرے میں انسانوں کا بہتر طرز زندگی اور طور طریقوں کا بہتر اندازلوگوں کے کردار اور سیرت کو بنانے میں بنیادی حیثیت رکھتاہے۔ معاشرے کے ڈھانچے میں بچوں اور بوڑھوں، مرد اور خواتین اور نوجوان افراد کا یکساں کردار ہے۔ وہ سب مل کر ایک ہم آہنگ ماحول تشکیل دیتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی عدم موجودگی معاشرہ نامکمل نظر آتاہے۔ وہ جو ہمارے روزمرہ کی زندگی میں خاندان، کام کی جگہ اور دوسرے مواقع پر ہمیں سہولیات اور خوشیاں مہیا کرتے ہیں۔ لہذا، خاندانی زندگی میں بچے، مرد اور خواتین، کنبہ کے تمام افراد اور ہاتھ بٹانے والا عملہ معاشرے میں ان کی بہت اہمیت ہے۔

اس باب میں معاشرتی اور اخلاقی اقدار کے حوالے سے خاندان میں بچوں کا کردار، گھر کے کام کاج میں گھر والوں کی مدد کرنا، گھر میں مرد اور عورت کے مابین مساوات، گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹوانے والوں کا احترام، قواعد و قوانین کا احترام اور ان پے عمل کرنا کے ساتھ خاندان اور اسکول کے قواعد و قوانین پر مشتمل اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

خاندان میں بچے کا کردار

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- خاندان کی وصف بیان کرسکیں۔
- خاندان میں بچے کے کردار کی وضاحت کرسکیں۔
- امثال سے واضح کرسکیں کہ بچے خاندانی زندگی میں کیسے اور کیا کردار ادا کرتا ہے۔

خاندان ایک ایسا معاشرتی گروہ ہے جو رشتے داروں اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس گروہ میں، ایک ہی دادا کی اولاد ایک ساتھ رہ رہے ہوتی ہے۔ معاشرتی اور قانونی طور پر تسلیم شدہ اس گروہ کے تمام افراد آپس میں خون کے رشتے سے جڑے ہوتے ہیں ان کا آپس میں پیار بھرا جذباتی تعلق ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کی دیکھ بھال کر رہے ہوتے ہیں۔

بچے اپنے کنبے، معاشرے، ملک اور دنیا کے لیے آس، امید، خوشی اور محبت کا ذریعہ ہیں۔ وہ حال و مستقبل کی زندگی کا تسلسل ہیں۔ یہ دنیا بچوں سے بہت خوش نما اور خوبصورت لگتی ہے۔ بغیر بچوں کے یہ دنیا کسی صحرا یا بیابان کی مانند ہو گی جس میں کبھی کوئی درخت یا پودا نہیں پنپتا۔ بچوں کے بغیر یہ دنیا ایک بھیانک خواب ہوتی ہے۔ کیوں کہ لوگ جو محنت کر کے روزی کماتے ہیں، دن رات ایک کر کے اس دنیا کو رہنے کی جگہ بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔ سائنس دان نئی نئی ایجادات کر کے زندگی کو آسان، راحت بخش، پرسکون اور آرام دہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ صرف اسی امید پر کہ آنے والی نسلوں کے لیے کام آئیں گے۔ اگر بچے ہی نہیں ہوں گے تو کون کس کے لیے یہ کام کرے گا۔

چار پانچ سال تک بچے اپنے اہل خانہ کے لیے آنکھ کا تارا بنے ہوتے ہیں۔ انھیں کھانے پینے، ناچنے گانے یا کھیل کود کرنے کے سوائے کچھ نہیں کرنا ہوتا ہے۔ البتہ، کچھ خاندان اپنے بچوں کو نرسری، کے جی یا پرائمری کلاسوں کے لیے اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے تین یا چار سال کی عمر میں بھیج دیتے ہیں جہاں انھیں تھوڑا سا لکھنا پڑھنا یا پینٹنگ کرنا پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی ذمے داری نہیں ہوتی۔ لیکن جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے جاتے ہیں، ان کے فرائض میں بھی اضافہ

ہو جاتا ہے، اور ان کے کنبے اور معاشرے کے لیے ان کا کردار بھی اہم ہو تا جاتا ہے۔ بچوں کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے عزیزوں سے جو محبت حاصل کرتے ہیں اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس وقت بھی ان کے لواحقین اپنے سکون کی قربانی دے کر ان کے سکھ، سکون اور صحت کا خیال رکھتے ہیں، اس کے بدلے میں بچوں کو ان کی اطاعت اور ان کا احترام کرنا چاہیے۔ ان کی دی ہوئی تربیت اور بتائے ہوئے سماجی اصولوں اور آداب کی پیروی کرتے ہوئے اپنے کردار کو مثالی بنانا چاہیے۔

بچے درج ذیل فرائض اور ذمے داریوں کو نبھاتے ہوئے خاندانی زندگی میں مثال قائم کر سکتے ہیں:

- بڑے بچے والدین کی مصروفیت کی وجہ سے چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کریں، انھیں گود میں اٹھائیں اور کھیل کھیلائیں۔ انھیں چھری، کانٹے، سوئی، آگ اور بجلی کے بٹن یا سامان کے قریب جانے سے روکیں۔
- لڑکا دکان سے سودا سلف یا میڈیکل اسٹور سے دوائیں لائے اور لڑکی برتن دھونے، فرش کو پوچا لگانے یا جھاڑو دینے کپڑے دھونے اور چیزوں کو سلیقے سے رکھنے میں ماں کی مدد کرے۔ لڑکا بھی ان کاموں میں ہاتھ بٹائے۔
- مال مویشیوں کو گاس بوس دے، پانی پلائے اور ان کی رہائشی جگہ کی صفائی میں گھروں کی مدد کرے۔
- گھر میں آئے ہوئے مہمانوں کی خدمت کرے۔
- گھر کے آگے درخت لگائیں اور ان کی ہر قسم کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں، وقت پر پانی دیں۔
- ماحول کو صاف رکھنے کے لیے گھر کا کوڑا کرکٹ ردی کی ٹوکری (Dustbin) میں ڈالیں اور اس کے بھر جانے کے بعد اسے مخصوص مقام پر رکھیں جہاں سے میونسپلٹی والی گاڑی لے جاتی ہو۔ پانی ضائع نہ کریں۔
- اسکول میں اپنی پڑھائی میں دل چسپی لیں، سخت محنت کریں اور اپنے اساتذہ کا ادب کریں۔ اسکول میں ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیں، تاکہ ماں باپ کا پیسا کارآمد ہو۔
- اپنے خاندان کے چھوٹی کلاسوں میں پڑھنے والے بہن بھائیوں کو ہوم ورک کرنے میں مدد کریں۔ اگر ان کے گھر میں کوئی ان پڑھ ملازم، نوکرانی یا ان کے بچے موجود ہوں تو انھیں پڑھائیں۔
- معذوروں، بزرگوں، اور وزن اٹھائے ہوئے افراد کے لیے دروازہ کھولنے اور اس میں گزرنے میں مدد کریں۔
- غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لیے فنڈ اکٹھا کریں، بلڈ بینک کے لیے خون کا عطیہ جمع کرنے، آنکھوں کی مفت آپریشن کے لیے کیمپ لگانے، محلے کی صفائی مہم یا دیگر سماجی سرگرمیوں میں رضاکارانہ طور پر حصہ لیں۔

بچوں کے اس طرح کے عمل، کردار اور رویے سے ان کے کنبے اور معاشرے میں بڑی خوشی، فخر اور اطمینان کا باعث بنتے ہیں اور ان کی عزت اور وقار میں اضافہ کرتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

کنبہ ایک معاشرتی اکائی ہے جو بچوں، رشتہ داروں اور بڑوں سے بنتا ہے۔ جس میں بچے کا اہم اور بنیادی کردار ہے۔ وہ ملک، معاشرے اور قوم کے لیے آس، امید، خوشی، محبت اور پیار کی پہچان ہوتا ہے۔ بچپن میں بچے رشتے داروں اور خاندان کے لیے کھیل کود کا سبب ہوتے ہیں، لیکن ان کی عمر بڑھنے کے ساتھ ہی ان کی سرگرمیاں اور ذمے داریاں بڑھتی جاتی ہیں، لہٰذا کم عمری ہی سے بچے کو باوقار زندگی، نیک اخلاق اور اچھے کردار کے لیے مناسب تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے اس کی زندگی دوسروں کے لیے پر اعتماد اور مفید بنتی ہے۔

گھر کے کام کاج میں گھر والوں کی مدد کرنا

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- گھر کے کام کاج کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- ایک عام کنبے کے روزانہ کے معمولات کو جان سکیں۔
- مثالوں سے واضح کر سکیں کہ روزانہ کے معمولات میں گھر والوں کی کون کون سے طریقوں سے مدد کی جاسکتی ہے۔

جب معاملت گھر کے لوگوں کے درمیان ہوں، تو ہم سو فیصد اس بات کی تائید کریں گے کہ زندگی گزارنے کے لیے ہمیں خاندان کے تمام افراد کی مدد اور رہنمائی کی ضرورت ہے اور ہماری ضروریات ایک دوسرے کے سہارے پوری ہوتی ہیں۔

ہم کچھ دیر کے لیے غور کریں کہ کیا ہمارے خاندان کے بغیر ہماری زندگی گزارنا ممکن ہے؟ اور کیا ہم ان کے بغیر اپنی زندگی بہتر طریقے سے گزار سکتے ہیں؟ ہمارا جواب نفی میں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس عظیم نعمت پر اپنے رب کے انتہائی شکر گزار ہیں، جس نے ہمیں ایسا پیارا کنبہ عطا کیا ہے۔ مثلاً: ماں باپ، بھائی بہن، دادا دادی، پھوپھی اور چچا وغیرہ، جو ہمیشہ ہماری دکر کرتے ہیں اور ہمارا خیال رکھتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم بھی ضرورت کے وقت ان کی مدد کرتے ہیں؟ ان کا ہاتھ بٹاتے یا ان کے کام آتے ہیں؟ بھلے وہ ہم سے عمر اور تجزبے میں بڑے ہیں، وہ ہماری اور ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

یقینی طور پر ہم سب طلبہ و طالبات یہ بات سوچ رہے ہوں گے کہ ہم اپنے کنبے کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں، تاکہ ان کا بوجھ کم ہو اور فارغ وقت میں وہ ہماری مزید رہنمائی کر سکیں۔ اگرچہ گھریلو کاموں کی فہرست لمبی ہے، لیکن ان میں سے کچھ کام ہم آسانی سے کر کے ہمارے والدین، بزرگوں اور بہن بھائیوں کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

- اسکول جانے کے لیے اپنی یونیفارم اور بیگ رات ہی کو تیار کر لینا۔
- صبح اٹھ کر، ناشتے سے پہلے اپنے دانت صاف کر کے اپنا ہاتھ منہ دھونا۔

- اسکول سے واپسی پے اپنی یونیفارم، جوتے اور دیگر سامان اپنی درست جگہ پر رکھنا۔
- اپنے کھانے کا ٹفن باکس اور پانی کی بوتل خود ہی اپنے بیگ میں رکھنا۔
- گھر میں بکھری ہوئی چیزوں کو صحیح جگہ پر رکھنے میں اپنے والدین کی مدد کرنا۔
- اپنے مطالعے کے لیے ٹائم ٹیبل بنائیں اور اس پر پابندی سے عمل کرنا۔

حقیقت میں یہ سارے کام ہمارے اپنے ہی ہیں۔ اگر ہم یہ کام خود کریں گے تو یہ یقینی طور پر ہمارے گھر والوں کی مدد کے لیے ایک چھوٹی سی کوشش ہوگی۔ جس کی وجہ سے ہم ہمارے والدین کو تھوڑی خوشی دے سکیں گے اور خود کو سلیقے والے بچوں کی فہرست میں شامل کر سکیں گے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

گھر والوں کا ایک دوسرے کے لیے سہولت اور آسانی پیدا کرنے والے رویے سے سب گھر والوں میں پیار محبت سے مل جل کر بہتر انداز میں کاموں کو سر انجام دینے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ لہذا، تمام طلبہ وطالبات کو دوسروں سے کام لینے کے بجائے خود میں دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے کی عادت ڈالی چاہیے، جن سے کام آسانی اور جلدی سے اپنے وقت پر پورے ہو جائیں گے۔

گھر والوں میں مرد اور عورت کی برابری کا نظام / رشتہ

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- روزمرہ زندگی میں مرد اور عورت کے مختلف کردار کو واضح کر سکیں۔
- متوازن ترقی میں مرد اور عورت کی حصے داری کا احساس کر سکیں۔
- جنسی بنیاد پر مرد اور عورت کے درمیان پیدا کیے ہوئے امتیازی سلوک کے وجوہات بیان کر سکیں اور اس فرق کو ختم کرنے کے لیے تجاویز پیش کر سکیں۔

ولسن خوشی خوشی گھر میں داخل ہوا وہ اپنے ساتھ چار پانچ خوبصورت اور رنگین کارڈز بھی لایا تھا۔ گھر پہنچ کر، اس نے اپنی امی، دادی، پھوپھی اور چھوٹی بہن کو اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں آنے لے لیے کہا۔ وہاں اس نے بڑے ادب سے کارڈ دیے اور بتایا کہ آج 8 مارچ ہے جو کہ خواتین کا عالمی دن ہے اور پوری دنیا میں بڑے جوش و خروش سے منایا جا رہا ہے۔

گھر کی خواتین ولسن کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر کو رنگین کارڈوں پر پڑھ کر بہت خوش ہوئیں جس میں ماں، پھوپھی اور بہن کے لیے دعائیہ باتیں لکھی تھیں۔ گھر والوں نے ولسن کے جذبے کی تعریف کی اور اسے گلے لگا کر دعائیں دیں۔

کھانے کے دوران، ولسن نے کہا کہ آج صبح اسمبلی میں خواتین کے عالمی دن کے سلسلے میں اساتذہ نے خواتین کی اہمیت اور ان کے کارناموں پر تقریریں کی۔ اس کے علاوہ اساتذہ نے خواتین کے کارناموں کو تسلیم کرتے ہوئے کچھ اہم موضوعات، جن میں مردوں اور عورتوں کے مشترکہ حقوق اور کردار، عورتوں کی تعلیم کی ضرورت اور ان کے لیے شہری اور ضلعی سطح پر سہولیات کی تفصیلی معلومات بیان کی اور اس پیغام پر یقین دلاتے ہوئے کہا کہ گھر کے تمام افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ خواتین کو مذہبی، معاشرتی، معاشی اور قانونی آزادی دیں جو کہ ان کا پیدائشی حق ہے۔

تقریروں میں بتایا گیا کہ آج کی عورت نہ صرف اپنے گھر اور بچوں کا خیال رکھتی ہے بلکہ روزگار کے سلسلے میں بھی مردوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔ اپنی خود اعتمادی اور ہمت کی وجہ سے وہ ڈاکٹر، پائلٹ، انجینئر، استاد، وکیل اور جج، یہاں تک کہ ملک کے وزیر اعظم کے عہدے پر بھی کام کرتی نظر آرہی ہے۔ خواتین کی یہ ترقی صرف اسی وقت ممکن ہے جب

معاشرے میں رہنے والی تمام خواتین اور مرد اس حقیقت کو دل سے قبول کرلیں کہ عورت کا کام صرف بچوں کی پیدائش ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ معاشرے کے تمام مہذب خدمتوں کی بھی حق دار ہیں۔ جس سے اس کی اپنی ذہنی، جسمانی، عقلی اور معاشرتی صلاحیتوں اور لیاقتوں میں نکھار ہیدا ہو۔

ان تقاریر کے بعد، ہیڈ ماسٹر صاحب نے یہ کہتے ہوئے اختتام کیا کہ ہمارے معاشرے میں خواتین کو کچھ کم ذہن اور پرانی رسم ورواج اور پرانی سوچ کی وجہ سے پیچھے رکھا جاتا تھا۔ معاشرے میں مردوں کی بالادستی تھی۔ عورتوں کو مردوں کے برابری کا درجہ نہیں دیا جاتا تھا۔ مذہب نے انھیں مساوی حقوق دیے ہیں اور خواتین نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ کسی بھی مشکل کام میں مردوں سے کم نہیں ہیں اور ان کے کنبے اور ملک کی پرترقی میں برابر کا حصہ ہے۔ لہذا ہمیں اپنے ماحول میں موجود جنسی بنیاد پر اس فرق کو ختم کرنا چاہیے۔ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کے کھانے پینے، کپڑے اور تعلیم دلوانے میں برابری رکھی جائے اسی سلسلے میں کوئی تعصب نہیں رکھنا چاہیے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

آٹھ مارچ یوم خواتین کا عالمی ہے، جو پوری دنیا میں خواتین کے حقوق، خدمات کو تسلیم کرنے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ولسن کے اسکول میں بھی یوم خواتین کے سلسلے میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں اساتذہ، طلبہ وطالبات کو خواتین کے احترام اور ان کی مساوا تکے رتبے سے آگاہ کیا گیا۔ ولسن گھر آکر اپنی والدہ، بہنوں اور گھر کی دیگر خواتین کو تحائف دیے اور خواتین کے دن کے بارے میں انھیں آگاہ کیا۔ جس سے انھیں بہت فخر ہوا۔

گھریلو زندگی میں ہاتھ بٹوانے والوں کا احترام

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- گھریلو زندگی میں ہاتھ بٹوانے والوں کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- گھریلو زندگی میں ہاتھ بٹوانے والوں کی اہمیت کے بارے میں بحث و مباحثہ کر سکیں۔
- جان سکیں کہ گھریلو زندگی میں ہاتھ بٹوانے والوں کو کن شرائط و ضوابط پر مقرر کیا جائے۔
- ہاتھ بٹوانے والوں کی افادیت اور ان کی خدمات کی قدر کر سکیں۔
- مثالوں سے واضح کر سکیں گے کہ کن طریقوں سے ہاتھ بٹوانے والوں کا احترام کیا جائے۔

کسی شہر میں ایک خوشحال جوڑا رہتا تھا۔ بیوی اور شوہر دونوں کل وقتی سرکاری ملازمین تھے۔ ہیر الال ایک سرکاری اسپتال میں ڈاکٹر تھے اور ان کی اہلیہ سلوچنا بائی اسکول میں استانی تھیں۔ ان کے تین بچے تھے۔ بڑا بیٹا سنیل کمار گیارہ برس کا، آشا سات سالہ اور چھوٹا بیٹا عالم کمار ایک سال کا تھا۔ صفائی اور بچوں کی دیکھ بھال میں ان کی مدد کے لیے ان کے گھر میں ایک جز وقتی ملازمہ رکھی گئی تھی۔

ایک صبح، سنیل اپنے سونے والے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جب گھر کی ملازمہ (ماسی) پوچا لگاتے ہوئے اس کے قریب پہنچی تو اس نے سنیل سے کہا: بیٹا! آپ اپنی کرسی سے اٹھ کر اپنے بستر پر بیٹھ جائیں تاکہ میں پوچا لگا سکوں۔ سنیل، جو اسی وقت نیند سے بیدار ہوا تھا، غصے سے بولا: ”بڑھیا! کیوں صبح سویرے آکر سر کھا رہی ہو، میں نہیں اٹھتا! ماں نے بہن بہن کر کے تمھارا دماغ خراب کر دیا ہے، تم نوکرانی ہو، مالکانی بن کر حکم مت دو۔“ اس کی والدہ، سنیل کا شور سن کر کمرے میں آگئیں اور دیکھا کہ ماسی مایوس اور پریشان کھڑی ہے۔ یہ بات سنیل کی والدہ کو بہت ناگوار لگی۔ اس نے سنیل سے کہا: "بیٹا! ملازمین سے اس طرح کے بدتمیزی سے بات نہیں کی جاتی۔ وہ بھی عزت دار شہری ہیں، ان کی وجہ سے ہمارے کام میں سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ان کی توہین کریں، بلکہ آپ کو ان سے عزت اور احترام سے بات کرنی چاہیے۔ آپ ماسی سے معافی مانگیں۔ سنیل نے اپنی والدہ کے کہنے سے ماسی سے معافی مانگ لی، لیکن والدہ کو محسوس ہوا کہ گھریلو ہاتھ بٹانے والوں کی اہمیت

اور افادیت کے حوالے سے سنیل کو مزید سمجھانے کی ضرورت ہے۔

رات کے کھانے کے بعد گھر کے تمام افراد ڈرائنگ روم میں تھے، سلو چنا بچوں سے کہنے لگی: "گھریلو زندگی میں ہمیں مختلف کاموں میں مختلف لوگوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ لوگ جو اجرت کے طور پر ہمیں مدد اور سہولت دیتے ہیں۔ انھیں مددگار یا ہاتھ بٹانے والے کہا جاتا ہے۔ ہاتھ بٹانے والوں کو نوکر یا نوکرانی جیسے الفاظ استعمال کرنا بری بات ہے۔ یہ ان کی خدمات کی ناقدری ہے۔ درحقیقت، وہ ہمارے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں، مثال کے طور پر: ہمارے پاس کام کرنے والی یہ ماسی اگر آپ کے چھوٹے بھائی کی دیکھ بھال میں میری مدد نہ کرتی تو ہم دونوں اپنی ملازمتیں کس طرح کر سکتے۔ ہم میں سے کسی ایک کو نوکری چھوڑنی پڑتی۔" بچوں نے والدہ کی بات سے متفق ہوتے ہوئے سر ہلا کر "ہاں" کیا۔

ڈاکٹر ہیرا لال نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ آج کی مصروف زندگی میں، لوگوں کو گھر کی صفائی اور بچوں کی دیکھ بھال کے لیے ماسی، بزرگوں یا بیماروں کی دیکھ بھال کے لیے نرس، گھر کی چوکی داری کے لیے چوکی دار، بغیچے کی دیکھ بھال کے لیے باغبان، اور کار کے لیے ڈرائیور کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ ان کی خدمات حاصل کرتے وقت شرائط وضوابط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر: انھیں اپنی ذمے داریوں اور فرائض کے بارے میں بالکل واضح طور پر بتانا، کام کے اوقات، تنخواہ، چھٹی، معیار، کھانے پینے کے بارے میں پہلے سے طے کرنا چاہیے۔ گزشتہ کام کا تجربہ اور پہلے گھر مالکان کے حوالے کو بھی دھیان رکھنا چاہیے۔ انھیں اپنی توقعات کے بارے میں بھی بتا دینا چاہیے۔

ڈاکٹر ہیرا لال نے بچوں سے مزید کہا کہ آپ کی والدہ اسکول میں اور میں اسپتال میں کام کرتا ہوں۔ ہمیں اس کی تنخواہ ملتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ہمارے ساتھ بدتمیزی کرے اور ہمارا احترام نہ کرے تو ہم یقیناً برا محسوس کریں گے۔ اسی طرح ہماری گھریلو زندگی میں جو مددگار یا ہاتھ بٹانے والے ہیں وہ بھی ہم جیسے انسان ہیں۔ مالکِ حقیقی کی نظر میں سب انسان برابر ہیں۔ ان کا پیشہ خواہ کچھ بھی ہو، ہم ان کے احترام کے پابند ہیں۔ لہٰذا، ہر فرد کو اخلاقی طور پر درج ذیل اصولوں اور اقدار پر عمل کرنا چاہیے:

- گھر میں کام کرنے والے کو اپنے گھر کا فرد مان کر، ان کے ساتھ پیار اور نرمی کا سلوک کریں اور ان سے بات چیت کرتے وقت "مہربانی" اور "شکریہ" جیسے الفاظ استعمال کرنے چاہیے۔
- انھیں اپنے سامنے زمین پر بیٹھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے اور ان کے نام کے ساتھ ماسی، نانی، چاچا، ماما جیسے الفاظ ملانے چاہییں۔
- انھیں پوری اور وقت پر تنخواہ دینی چاہیے، اور پرانے ملازمین کو بونس بھی دینا چاہیے۔
- انھیں کھانا کھلانا اور چائے یا جوس وغیرہ بھی پلانا چاہیے۔

- کبھی کبھی بڑے دن یا خاص موقعے پر تحفہ دینا چاہیے۔
- اپنے بچوں کے چھوٹے ہو گئے کپڑے، گرم کپڑے، سوئیٹر، جیکٹ یا جوتے ان کو اپنے بچوں کے لیے دینے چاہیے مگر اس طرح کہ ان کی عزت میں کمی نہ آئے۔
- انھیں غیر معیاری کام پر برا بھلا کہنے کے بجائے ان کی کچھ تعریف کی جانی چاہیے اور پھر اس کام کو بہتر بنانے کی تجویز دی جانی چاہیے، ان سے ڈانٹ ڈپٹ کر بات کرنا یا گالم گلوچ بالکل نہیں کرنی چاہیے۔
- کسی خاص تقریب کے لیے ان سے زیادہ کام لینے پر انھیں اضافی معاوضہ دینا چاہیے۔
- ملازمت سے نکالنے کی دھمکی نہیں دینے۔ اگر انھیں فارغ کرنا ہو تو انھیں پہلے سے بتا دیں اور احترام سے رخصت کریں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• معاشرے میں ہر فرد کے اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے اور معمولات زندگی کو چلانے کو "کردار" کہا جاتا ہے۔ اگر معاشرے میں کسی معمولات زندگی اچھے ہیں تو اس کا کردار بھی اچھا ہے۔ • کسی بھی فرد یا قوم میں چھوٹوں سے محبت، بڑوں کا احترام اور ان کی خدمت اور دوسروں کی مدد کرنے جیسے رویے اخلاقی اقدر کہلاتے ہیں۔ • معاشرے کی بہتری کے لیے دوسروں کے احساسات، جذبات، پیار، محبت، رواداری، ہمدردی، خوش اخلاقی، ایمانداری اور بڑوں کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ • ہر مذہب اچھا بننے اور برائی سے بچنے، نیک اعمال کرنا، حسن سلوک، انسانیت اور معاف کرنے کی تعلیم کرتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. ہیرالال کے خاندان کا تعارف کیا ہے؟
2. سنیل سے کیا غلطی ہوئی؟
3. گھریلو ہاتھ بٹانے والی عورت کے بارے میں ماں نے سنیل کو کیا سمجھایا؟
4. ایک خوشحال گھرانے کو کون کون سے ہاتھ بٹانے والوں کی ضرورت ہوتی ہے؟
5. ہاتھ بٹانے والے لوگوں کے بارے میں چند خاص اخلاقی اصول بتائیں۔

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. ہیرالال ایک............... اور ان کی بیوی............... تھی۔
2. ماسی گھر میں............... کا کام کرتی تھی۔
3. گھریلو ہاتھ بٹانے والوں کے لیے............... اور............... جیسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہیے۔
4. مالکِ حقیقی کی نظر میں سب انسان............... ہیں۔
5. بڑے دن یا خاص موقعے پر گھریلو ہاتھ بٹانے والوں کو............... دینا چاہیے۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. گھریلو کام کاج کے لیے اجرت پر مقرر کیے ہوئے ملازمین ہاتھ بٹانے والے کہلاتے ہیں۔	☐	☐
2. ہر انسان کا پیشے کے اعتبار سے احترام کرنا چاہیے۔	☐	☐
3. ہر ملازم سے اوقات، تنخواہ، چھٹی اور اجرت طے کرنا چاہیے۔	☐	☐
4. ہیرالال کا کنبہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔	☐	☐
5. ماسی کا کام بچوں کو ٹیوشن دینا تھا۔	☐	☐

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ وطالبات کو ایک خوشحال شہری گھر میں ضرورت کے مطابق ہاتھ بٹانے والوں اور ان کے کام کا مختصر تذکرہ کرنا چاہیے مثلاً:

- ڈرائیور گاڑی چلانا اور سبنھالنا۔
- ....
- ....
- ....

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ گروپ بنا کر "عورت، مرد کے ساتھ" عنوان پر ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔ اس مقابلے میں اساتذہ اور اسکول کے پرنسپل صاحب کو بھی دعوت دیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
لواحقین	تعلق رکھنے والے	ناگوار	بُرا
کنبہ	گھر کے افراد	اجرت	مزدوری
توہین	بے عزتی		

قاعدے و قوانین کا احترام اور ان پر عمل کرنا

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- قانون قاعدے کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- قاعدے قانون بنانے کی اہمیت بیان کر سکیں۔
- قاعدے قانون پر عمل نہ کرنے سے معاشرے میں پیدا ہونے والے خرابیوں کے بارے میں بتا سکیں۔
- قاعدے قانون کی پیروی کرنے اور ان کی پابندی کرنے کے فائدے بیان کر سکیں۔

تعارف:

اس کائنات میں، قدرتی نظام ایک قاعدے قانون سے چلتا ہے۔ دنیا میں جب لوگ تنہا رہتے تھے اور جنگل کے پھل اور سبزیاں کھاتے تھے، جانوروں کا شکار کر کے اپنی بھوک مٹاتے تھے اس وقت انھیں کسی قاعدے قانون کی ضرورت نہیں تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ پہلے خاندانوں اور پھر قبیلوں کی شکل میں ایک ساتھ رہنے لگے۔ اس وقت ان کو اپنی

جانوروں جیسے عادات مثلاً: آپس میں لڑنا، دوسروں سے چیزیں چھین کر کھانا، اپنی بات زبردستی منوانا وغیرہ پر ضابطہ رکھنے کے لیے کچھ اصول و قواعد بنانے اور ان کا عمل کرنا ضروری ہو گیا۔ انھی ضروریات کے تحت اس دور کے لوگوں نے آپس میں باہمی رضامندی کے ساتھ کچھ اصول اور قاعدے بنائے۔ اس طرح جب ریاستیں یا ملک وجود میں آئے تو ہر ریاست یا ملک نے اپنے سرکاری نظام کو چلانے کے لیے قاعدوں اور اصولوں کو ملک میں رائج کیا لوگوں کو منظم رکھنے کے لیے ہر شہری کو ان قاعدوں اور قوانین پر عمل کرنا لازمی قرار دیا۔ خلاف ورزی کی صورت میں سزائیں مقرر کی گئیں۔

موجودہ دور میں قاعدے قانون سے مراد اصولوں اور قاعدوں کا ایسا نظام ہے جسے حکومت یا حکام کے ذریعہ ملک میں نافذ کیا جاتا ہے۔ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ ان کا احترام کرے اور ان پر عمل کرے۔ انتظامیہ انھی قاعدوں اور قوانین پر

عمل کراتی ہے اور ان کی خلاف ورزی کی صورت میں سزا دیناعدلیہ کی ذمے داری ہوتی ہے۔ ریاست کے لیے قاعدے قانون بنانے کی بڑی اہمیت ہوتی ہے کیوں کہ قانون کی حکمرانی کے بغیر حکومت کرنا ناممکن ہے۔ تاریخ کے اوراق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جس ملک یا ریاست میں قاعدے قانون کا احترام اور ان پر عمل کرنا کم ہو جاتا ہے وہاں حکومت کی لوگوں پر گرفت کمزور پڑ جاتی ہے۔ لوگ بے خوف ہو جاتے ہیں۔ ملک میں جنگل کا قانون یعنی "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" بے سہارا اور کمزوروں کی زندگی عذاب بن جاتی ہے۔ ملک کی ترقی رک جاتی ہے اور معاشی حالت مزید خراب ہوتی جاتی ہے۔ ملک میں غربت، بھوک، بیماری، افلاس، جہالت، بے روزگاری اور ناانصافی عروج پر ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے بنیادی حقوق چھین لیے جاتے ہیں۔ ان میں فرقہ پرستی اور مذہبی اختلافات بڑھ جاتے ہیں۔ پورا ملک انتشار و انارکی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حادثات بڑھ جاتے ہیں معاشرے کی تہذیبی حیثیت بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پورا ملک تباہی اور بربادی کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے۔

اس کے برعکس قاعدے قانون کا احترام کرنے اور عمل کرنے کے بہت سے فائدے ہیں۔ مثال کے طور پر:

- ملک تیزی سے ترقی کرے گا اور معاشی طور پر مضبوط ہو جائے گا۔
- لوگ ملک میں امن، خوشی اور سکون سے زندگی گذاریں گے اور خوشحال ہو جائیں گے۔
- عوام کے بنیادی حقوق محفوظ ہوں گے اور سب کو انصاف ملے گا۔
- لوگوں کی جان و مال کی حفاظت یقینی ہو جائے گی۔
- ملک سے بھوک، بیماری، افلاس، بے روزگاری اور جہالت کا خاتمہ ہو گا۔
- ملک میں چوری، ڈکیتی، لوٹ مار اور قتل جیسے جرائم کم ہو جائیں گے۔
- سڑکوں پر ٹریفک حادثات بھی کم ہوں گے۔
- ملک سے انتشار کا پھیلاؤ ختم ہو گا اور عوام میں اتحاد اور رواداری میں اضافہ ہو گا۔

اس طرح ملک میں قانون کی حکمرانی قائم ہو گی اور ملک و قوم کی شہرت پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

موجودہ دور میں قاعدے و قانون سے مراد اسے اصولوں اور قاعدوں کا نظام ہے جس کو حکومت یا حکام ملک میں نافذ کرتے ہیں۔ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ ان کا احترام کرے اور ان پر عمل کرے۔ انتظامیہ اس قاعدے قانون پر عمل درآمد کراتی ہے خلاف ورزی کی صورت میں سزا دیناعدلیہ کی ذمے داری ہے۔ ریاست کے لیے قاعدے قانون بنانے کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ کیوں کہ قانون کی حکمرانی کے بغیر حکومت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. ابتدائی دور میں لوگوں کا رہن سہن کیسا تھا؟
2. کسی بھی ریاست یا ملک کے لیے قاعدے قانون کیوں ضروری ہیں؟
3. قانون اور قاعدے سے کیا مراد ہے؟
4. قانون پر نہ چلنے کے کیا نقصانات ہیں؟
5. قانون کے احترام اور پابندی کے چند فائدے بیان کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر "✓" اور غلط پر "✗" کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. قانون پر چلنے سے ٹریفک کے حادثات کم ہوتے ہیں۔		
2. قاعدے قانون نہ ہونے سے حکومت مضبوط ہوتی ہے۔		
3. قانون کی پابندی سے بدامنی ختم ہوتی ہے۔		
4. قانون پر چلنا صرف شہریوں کی ذمے داری ہے۔		
5. قاعدے قانون بنانے کے لیے اسکول کام کرتے ہیں۔		

(ج) مندرجہ ذیل درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

1. جس دور میں انسان کو قاعدے قانون کی ضرورت نہیں تھی، وہ تھا:

(الف) ابتدائی دور (ب) موجودہ دور (ج) سائنسی دور

2. ایک پرامن معاشرہ قائم کرنے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ہیں:

(الف) علم وہنر (ب) قاعدہ قانون (ج) جانور اور ملکیت

3. جس چیز کی خلاف ورزی کرنے سے انسان کو سزا ملتی ہے، وہ ہے:

(الف) وعدہ (ب) عہدہ (ج) قانون

4. قانون نافذ کرنے کا اختیار حاصل ہے:

(الف) سرکار کو (ب) عوام کو (ج) فوج کو

5. قانون پر مکمل عمل کرنے سے فائدہ ہوگا:

(الف) ملک کی ترقی کا (ب) جان ومال کے تحفظ کا (ج) امن وامان کا

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ وطالبات ”قاعدے اور قانون کی اہمیت“ کے بارے میں مضمون تحریر کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اپنے علاقے میں موجود ٹریفک سگنل کا مشاہدہ کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ لوگ ٹریفک کے قوانین پر عمل کرتے ہیں یا نہیں۔ اپنے تاثرات ایک مختصر رپورٹ کی صورت میں تحریر کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
افلاس	غربت	انارکی	ہر شخص کا من مانی کرنا
انتشار	بدنظمی، بے ترتیبی	رائج	جاری کرنا
برعکس	ضد میں، خلاف		

خاندان اور اسکول کے قواعد و قوانین

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- خاندانی ضوابط اور رواجات کی وضاحت کر سکیں۔
- خاندانی ضوابط اور رواجات کی اہمیت بیان کر سکیں۔
- خاندانی ضوابط اور رواجات پر کیسے عمل کر سکتے ہیں، امثال سے واضح کر سکیں۔
- اسکول کے قواعد و قوانین کی وضاحت کر سکیں۔
- اسکول کے قواعد و قوانین کے مقاصد کے بارے میں بحث کر سکیں۔
- خاندانی اور اسکولی قواعد و قوانین پے عمل نہ کرنے کے نقصانات کو بیان کر سکیں۔

صحرائے تھر کے ایک قصبے میں سبل سنگھ نامی راجپوت رہتا تھا۔ وہ محکمہ پولیس میں ہیڈ کانسٹبل کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا تھا۔ اس کے خاندان کے دیگر افراد اب بھی اپنے ابائی قصبے میں رہتے تھے۔ اس زمانے میں بھی یہ خاندان قدامت پسند تھا۔ اپنے پرانے رسم و رواج اور اصولوں پر عمل کرنے کا قائل تھا۔ سبل سنگھ کے تین بچے تھے، بڑا بیٹا شیر سنگھ شہر کے سرکاری ہائی اسکول میں نویں جماعت اور دوسرا بیٹا سجن سنگھ ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ چھوٹی بیٹی آشا کنّور پانچ سال کی تھی اور اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ وہ ہر وقت اپنے بھائیوں کی کتابوں کے اوراق دیکھا کرتی تھی اور پڑھنے کا دکھاوا کرتے ہوئے اپنے دل میں جو آتا کہتی رہتی تھی۔ وہ خود کو اسکول بھیجنے کے لیے ضد کرتی رہتی تھی۔ ایک دن آشا کنّور اپنی والدہ کو بہت ضد سے کہنے لگی: ”مجھے اسکول میں داخل کرائیں، میں اسکول پڑھوں گی، میرے دونوں بھائی اسکول میں پڑھتے ہیں مجھے بھی اسکول میں پڑھائیں۔“

آشا کنّور کا اس قدر شوق اور ضد دیکھ کر ماں نے کہا: ” آج آپ کے والد گھر آجائیں تو میں ان سے اس بارے میں بات کروں گی۔"

شام کو جب ہیڈ منشی سبل سنگھ گھر آئے تو آشا کنّور کی والدہ نے ان سے کہا کہ وہ آشا کنّور کو اسکول میں داخل کر دیں۔ اس پر سبل سنگھ نے کہا کہ ہمارے خاندان میں یہ اصول ہے کہ کوئی بھی بچی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اسکول نہیں بھیجی جاتی ہے۔ ہمارے خاندانی رسم و رواج کے مطابق خواتین کو پردہ کرنا لازمی ہے۔ اگر ہم آشا کنّور کو اسکول بھیجیں گے تو ہمارا خاندان مخالفت کرے گا اور کہے گا کہ سبل سنگھ ہمارے خاندانی قوانین اور رسومات کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس لیے ہم آشا کو

اسکول نہیں بھیجیں گے۔ یہ سن کر آشا دوڑتی ہوئی گئی اور اپنے کمرے میں اونچی آواز سے رونے لگی۔ اس کی والدہ بھی اس کے پیچھے کمرے میں گئیں اور انھوں نے اسے یہ کہہ کر چپ کرایا کہ میں آپ کے والد کو راضی کروں گی کہ آپ کو اسکول بھیجیں۔

آشا کی والدہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے اپنے شوہر سے ایک بار پھر کہتی ہیں: آپ تھوڑا سوچیں: آج کل بڑے گھرانوں کی لڑکیاں بھی تعلیم یافتہ ہو رہی ہیں۔ اپنے پڑوس میں ایسے خاندان تھے جو بہت غریب تھے، لیکن اب ان کی تعلیم سے ان کے رہن سہن کے معیار میں بہت فرق پڑا ہے۔ وہ اب پر سکون سے رہ رہے ہیں۔ ان کی بہت سی لڑکیاں ڈاکٹر، انجینئر اور اساتذہ بن گئی ہیں۔ اپنے پڑوسی گومل کی جے ونتی تو کمیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد اسسٹنٹ کمشنر بن گئی ہے۔ ہم راجپوت ابھی تک ان خاندانی اصولوں اور رسم و رواج سے جکڑے ہوئے ہیں۔ ایک زمانے میں یہ رسوم و رواج اہم تھے، جو کہ غریبوں کے لیے فائدہ مند تھے۔ قبیلے کے بڑے لوگ اپنے کسانوں اور مزدوروں کی شادی غمی کا خرچ اٹھاتے تھے۔ اب نہ تو وہ غریب کسان ہیں اور نہ ہی وہ امیر راجپوت۔ اس لیے ہمیں آشا کنّور کو اسکول بھیجنا چاہیے۔ عقل مند بھی کہتے ہیں کہ ”ایک لڑکا پڑھتا ہے تو جیسے ایک فرد تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن اگر کوئی لڑکی پڑھتی ہے تو جیسے پورا کنبہ تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔“ اگر آپ اپنے کنبے کو بیٹیوں کو تعلیم دلوانے کی اہمیت کے بارے میں سمجھائیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے اور راضی ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں اب اس طرز عمل کو تبدیل کرنا چاہیے۔ سبل سنگھ نے اپنی اہلیہ کی ایسی عقل مندی کی باتیں سن کر آشا کنّور کو اسکول بھیجنے کے لیے ہاں کر دی اور کہا کہ میں کل اسکول جا کے آشا کنّور کو داخل کراوں گا۔ یہ سن کر آشا بہت خوش ہوئی۔

اگلے ہی دن سبل سنگھ اپنی بیٹی آشا کو اسکول لے گیا۔ اسکول کے پرنسپل نے داخلہ فارم بھروا کر آشا کا ”ب“ فارم لے کر داخل کر دیا۔ اسکول کے اوقات، کورس کی کتابیں، یونیفارم اور دیگر قواعد کے بارے میں پوچھے جانے پر پرنسپل نے کہا: ”اسکول کا آغاز صبح 8 بجے اور چھٹی دوپہر پونے دو بجے ہوتی ہے اور صبح 11 بجے رسیس ہوتی ہے رسیس کے دوران اسکول کا گیٹ بند ہوتا ہے۔ اور کسی بھی بچے کو باہر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ گیٹ صبح 8:20 بجے بند ہو جاتا ہے۔ اسکول میں بچوں کے کھانے، پینے اور دوسری چیزیں خریدنے کے لیے کینٹین بھی ہے۔ لڑکیوں کے لیے الگ الگ کامن روم اور واش روم ہے۔ ہمارے پاس سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کا کورس پڑھایا جاتا ہے۔ جسے آپ کسی بھی کتابوں کی دکان سے خرید سکتے ہیں۔ اسکول کی یونیفارم لڑکوں کے لیے ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ اور گہرے نیلے رنگ کی پینٹ اور پیروں میں سیاہ جوتے اور سفید رنگ کے موزے ہیں۔ لڑکیوں کے لیے

ہلکے نیلے رنگ کی قمیض اور گہرے نیلے رنگ کی شلوار، سفید رنگ کی وی اور پیروں میں سیاہ جوتے اور سفید موزے ہیں۔ طلبہ کو کلاس ٹیچر سے دو دن کی چھٹی پہلے سے استاد سے منظور کروانا ہوتی ہے اور مزید چھٹی پرنسپل سے منظور کرائی جاتی ہے۔ بغیر اطلاع کے پانچ دن غیر حاضری پر والدین کو مطلع کیا جاتا ہے۔ والدین کے رابطہ نہ کرنے کی صورت میں دس دن کی غیر حاضری پر طالب علم کا نام اسکول سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ طالب علم کا اسکول میں اساتذہ یا دوسرے طلبہ سے بد تمیزی کی صورت میں تین بار وارننگ دی جاتی ہے۔ نہ سدھرنے کی صورت میں اس کا نام اسکول سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ بالوں کا کٹوانا ہر ماہ، ناخن تراشنا ہر ہفتے اور دانتوں کا برش کرنا روزانہ چیک کیا جاتا ہے۔ اسکول کے ان قاعدے قانون کا مقصد نظم و ضبط کو برقرار رکھنا ہے، اور پڑھنے کے لیے موزوں ماحول فراہم کرنا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں بچوں کی تعلیم کا نقصان پہنچے گا اور ان کی اخلاقی تربیت بھی نہیں ہو سکے گی۔

سبل سنگھ نے صبر سے پرنسپل کی باتیں سنی اور بیچ میں ان کی بات نہیں کاٹی، پھر پرنسپل سے ادب سے درخواست کی کہ ہمارے خاندان میں کسی لڑکی ننگے سر باہر نکلنا خراب سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا میں اب اپنی بیٹی کو اس اسکول میں زیادہ عرصے تک نہیں پڑھا سکوں گا اور اسے تعلیم چھوڑنا پڑے گی۔

سبل سنگھ کا یہ اعتراض سن کر پرنسپل نے دل میں خیال کیا کہ یہ اعتراض درست ہے۔ مجھ سے کافی لڑکیوں کے والدین نے بھی ایسی بات کی ہے، لہٰذا اسکول یونیفارم میں دوپٹے سے سر ڈھکنے کی اجازت دینی چاہیے۔ اس خیال سے انھوں نے سبل سنگھ سے کہا کہ آپ کی اس خاندانی رواج کے لیے احترام ہے۔ اب یہ سب لڑکیوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی یونیفارم میں سر پر سفید دوپٹا پہنیں۔

سبل سنگھ نے ایسے فیصلے پر پرنسپل کا شکریہ ادا کیا اور جواب میں پرنسپل نے بھی ان سے کہا ”You are welcome“ (ہمیشہ آپ کا خوش آمدید ہے)۔

اس سبق سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ وقت اور ضرورت پڑنے پر قاعدوں اور اصولوں میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

سبل سنگھ کے خاندان میں بچیوں کو گھر سے باہر نکالنے پر پابندی تھی، لیکن ان کی چھوٹی بیٹی کو پڑھنے کا شوق تھا۔ اسے پڑھنے کی ضد دیکھ کر اس کی ماں نے سبل سنگھ کو اسے اسکول بھیجنے پر راضی کر لیا۔ جب وہ اسکول پہنچے تو پرنسپل نے انھیں اسکول کے قاعدے قانون کی وضاحت کی۔ جس میں خاص رعایت دے کر لڑکیوں کے لیے دوپٹا پہننے کو بڑھایا گیا۔ اس سبق سے پتہ چلا ہے کہ قاعدے قانون میں تبدیلی ممکن ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. راجپوت گھرانے کا کیا اصول تھا، جس کی وجہ سے آشا کنّور اسکول نہیں جا سکتی تھی؟
2. سبل سنگھ کو آشا کنّور کی والدہ نے اس کی پڑھائی کے لیے کیسے آمادہ کیا؟
3. اسکول کے پرنسپل نے سبل سنگھ کے خاندانی رواج کو کیسے قبول کیا؟
4. اسکول کے قاعدے قانون کا مقصد کیا ہے؟
5. آپ کے خیال میں کیا کسی خاندان کے قاعدے قانون تبدیل کیے جا سکتے ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. طلبہ کو اسکول سے .... چھٹی منظور کرانی پڑتی ہے۔
2. میں پڑھنا چاہتی ہوں مجھے .... میں ضرور داخل کرائیں۔
3. پڑوسی کی بیٹی .... کا امتحان پاس کر کے .... بن گئی ہے۔
4. اگر ایک لڑکی تعلیم یافتہ ہوئی تو جیسے ایک .... تعلیم یافتہ ہوا۔
5. سبل سنگھ نے کہا ہمارے .... کے مطابق عورتوں کے لیے .... لازم ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر "✓" اور غلط پر "✗" کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. سبل سنگھ کا خاندان قدیم رسومات پر چلنے کا قائل تھا۔	☐	☐
2. آشا کنّور روزانہ اسکول نہ جانے کی ضد کیا کرتی تھی۔	☐	☐
3. دس دن غیر حاضر رہنے پر اسکول سے نام خارج کیا جائے گا۔	☐	☐
4. خاندانی رواج کے لیے بھی احترام رکھنا چاہیے۔	☐	☐
5. سفید ٹوپی پہننا اسکول یونیفارم کا حصہ بن گئی۔	☐	☐

طلبہ و طالبات کے لیے سرگرمی

اس سبق میں لکھے ''خاندانی اصول اور رواج'' اور '' اسکول کے قاعدے قانون'' کے عنوان سے طلبہ و طالبات کو ہوم ورک دیا جائے۔ اگلے دن الگ الگ طلبہ سے دونوں اقسام کی فہرستوں کا مشاہدہ کیا جائے۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو ''قاعدے قانون کا احترام'' کے عنوان پر تقریر تیار کر کے لانے کی ہدایت کی جائے۔ جس طالب علم کی تقریر کا مواد اور ادائی بہترین ہو اسے اسکول اسمبلی میں تقریر کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
قدامت	پرانا پن	قائل	قبول کرنا
کنبہ	گھر کے افراد		

باب سوم

معاشرتی آداب

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد، طلبہ وطالبات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ:

- کھانا کھاتے وقت کھانے کے درست طریقوں پے عمل کریں گے۔
- سمجھیں گے کہ کھانے کا ضایع کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔
- عملی مظاہرہ کریں گے کہ کھانا دوسروں کے ساتھ مل کر کھانا سماجی و مذہبی فرض ہے۔

معاشرے میں لوگوں کی شناخت ادب، طور طریقوں اور کردار کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اچھے گن اپنانے والے لوگ نہ صرف اچھی شخصیت کے مالک نظر آتے ہیں، بلکہ ہر ایک انھیں پسند کرتا ہے اور ان کی عزت کرتا ہے۔

اچھی عادات ہمیشہ گھر ہی سے شروع ہوتی ہیں۔ گھر ہمارا ابتدائی تربیت گاہ ہے۔ وہاں ہمیں نہ صرف اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور باتیں چیت کرنے کا درس دیا جاتا ہے، بلکہ اس پر عمل کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ در حقیقت، اچھے گن اور اچھی عادات خوشبو کی طرح ہیں، جو ہوا میں بہت پھیل جاتی ہیں، اور اس کے آس پاس کا ماحول خوش بودار ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ بات ضروری ہے کہ ہم بچپن ہی سے والدین اور اساتذہ کی رہنمائی میں آداب اور اچھی باتیں سیکھیں اور انھیں زندگی کا حصہ بنائیں۔

اس باب میں معاشرتی آداب میں سے کھانا کھانے سے پہلے، کھاتے وقت اور کھانے کے بعد کے کھانے پینے کے اہم اسباق بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ کھانے پینے کے آداب

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھونے کی اہمیت سے متعلق بحث کر سکیں۔
- دوسروں کے ساتھ کھانا کھانے کی اہمیت پر بحث کر سکیں۔
- کھانے کو مناسب انداز میں چبا کر کھانے کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔
- کھانے کو ضایع کرنے سے بچانے کی اہمیت کی واضح کر سکیں۔
- مثالوں کے ذریعے واضح کر سکیں کہ کھانے کی اشیا کو کس طرح پھر سے قابل استعمال بنا سکتے ہیں۔

سبھی نعمتوں میں سے رزق ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو اعلیٰ درجے سے ادنیٰ درجے تک لے جاسکتی ہے۔ شدید طلب کے وقت جب کھانے پینے کی اشیا نہیں ملتی ہیں تو انسان بھی کبھی کبھی جانوروں کی طرح برتاؤ کرتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ دنیا میں، موجودہ مخلوقات کے لیے رزق مقدر ہے اور اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (ترجمہ: حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "کون ہے جو اس مہمان کو کھانا کھلائے گا؟" ایک صحابی نے مہمان کو کھانا کھلانے کی ذمے داری قبول کرلی۔ وہ اپنے گھر گئے اور بیوی سے پوچھا کہ کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ بیوی نے کہا بچوں کے لیے تھوڑی سی روٹی پڑی ہے، جسے انھوں نے ابھی تک نہیں کھایا ہے۔ انھوں نے بیوی سے کہا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے مہمان آئے ہیں، اسے کھانا کھلانا ہے۔ اسی لیے تم بچوں کو بھوکا ہی سلا دو۔ جیسے ہی ہم کھانا کھانے بیٹھیں تو تم چراغ بجھا دینا۔ جب وہ صحابی اور مہمان کھانا کھانے بیٹھتے تو صحابی کی بیوی نے شمع بجھا دیا۔ مہمان کھانا کھا رہا تھا اور صحابی منہ سے کھانے کی آوازیں نکالتے رہے۔

مہمان نے سوچا کہ صحابی بھی میرے ساتھ کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے کھانا کھا کر پیٹ بھر لیا۔ مالکِ حقیقی کو صحابی کی یہ مہمان نوازی بہت پسند آئی۔

ہمیں چاہیے کہ دوسروں کو ضرورت پڑنے پر اپنی ذاتی ضروریات کو ترک کریں اور ان کی مدد کریں۔

کھانا کھانے کے آداب میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ دستر خوان پر بیٹھ کر آرام سے صحیح طریقے سے کھانا کھایا جائے۔ فضول گفتگو سے بچیں۔ کچھ لوگ کھانے کے دوران عجیب گفتگو کرتے ہیں۔ جو وقت کا ضیاع ہے اور خاص طور پر کھانے کا ذائقہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کھانے کے لیے آدمی دن رات محنت کرتا ہے وہی کھانا کھاتے وقت اس کا ذہن باتوں اور جھگڑوں کی طرف ہو تو اسے کھانا کھانے میں کیا مزہ؟

کبھی بات کرتے وقت ہم نوالے کو اچھی طرح نہیں چباتے، نوالا معدے کی نالی یا معدہ میں سب پہنچ کر ہضم نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے۔

کچھ بچے جلدی جلدی کھانا کھاتے ہیں جس کی وجہ سے کھاتے وقت کھانسی ہو جاتی ہے اور وہ کھانے کو صحیح طریقے سے چبا نہیں پاتے ہیں۔ کھانے کو صحیح طریقے سے نہ چبانے سے نہ تو سواد آتا ہے اور نہ ہی پیٹ میں مناسب طریقے سے اپنی جگہ لیتا ہے۔ جلد بازی میں چبائے بغیر کھانا ہضم ہونے میں وقت لیتا ہے جس کی وجہ سے بھوک محسوس نہیں ہوتی ہے اور پیٹ میں بھی خرابی کی شکایت رہتی ہے۔

اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم کھانا کھاتے وقت بات کرنے سے بچیں، منھ بند رکھیں، خاموشی سے منہ میں کھانا اچھی طرح چبائیں۔ اس طرح کھانا پیٹ میں آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے اور ہمارے جسم کو اس کی ضرورت کے مطابق توانائی مل جاتی ہے۔ کھانے کو مالکِ حقیقی کی نعمت سمجھتے ہوئے اطمینان سے کھانے کی عادت بنانا چاہیے۔

2۔ ہاتھ دھونا

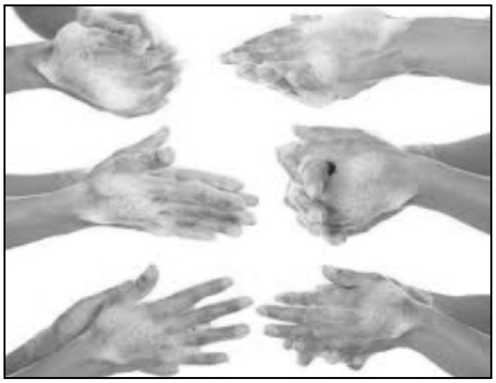

ہمارے اسکول میں "ہفتہ صفائی" کے سلسلے میں آج پہلا دن منایا گیا جس میں اساتذہ کے سوائے باقی تمام عملے اور بچوں کو صحت اور صفائی سے متعلق آگاہی دی گئی۔ بچوں کو اچھی صحت کے اصولوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لیے مختلف اسپتالوں کے ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی بلایا گیا۔

آج کا موضوع "ہاتھ دھونے کے آداب" کے بارے میں تھا، جس میں تمام طلبہ کو اس موضوع کی معلومات کے ساتھ ساتھ عملی مشقیں بھی کرائی گئیں تاکہ وہ اچھے آداب اپنا سکیں اور بیماری سے دور رہیں۔

ڈاکٹر احمر نے چھٹی کلاس میں داخل ہوتے ہی تمام طلبہ و طالبات سے اونچی آواز میں پوچھا: "آپ کے خیال میں ہاتھوں کو صاف کرنا کیوں ضروری ہے؟" انھوں نے مزید سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ اگر ہاتھ صاف نہ ہوں تو کیا نقصانات ہوسکتے ہیں؟ "تمام طلبہ و طالبات نے اپنے اپنے تجربے کے مطابق جوابات دیے، جو ڈاکٹر احمر نے غور سے سنے۔ پھر ہر چیز کو تفصیل سے دہرایا تاکہ بچے اسے یاد رکھ سکیں۔

ڈاکٹر احمر نے کہا کہ ہم اپنی روزمرہ کاموں میں لوگوں سے ملتے ہیں۔ ان سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ چیزیں اٹھاتے اور رکھتے ہیں، کھیل کود میں حصہ لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارا چہرہ، ہاتھ پاؤں سارا دن مٹی میں میلے ہو جاتے ہیں اور ان پر جراثیم لگ جاتے ہیں۔ اسی لیے جہاں تک تک ممکن ہو ہمیں اپنے چہرے، ہاتھوں اور پیروں کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ "Clean hands lead to safe life" یعنی ہاتھوں کی صفائی محفوظ زندگی کی ضمانت ہے۔

کلاس میں ایک لڑکی نے پوچھا "ڈاکٹر صاحب! دن بھر ہمیں کتنی بار ہاتھ دھونے چاہییں؟" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا: جب آپ محسوس کریں کہ آپ کے ہاتھ صاف نہیں تو ان کو دھوئیں۔ ویسے تو دن میں کم سے کم چار پانچ بار ہاتھ دھونے ضروری ہیں، خاص کر کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح سے دھوئے،۔ اس کے علاوہ بیت خلا سے فارغ ہو جانے کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے۔"

ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ آپ میں سے وہ بچے جن کے گھروں میں پالتو جانور اور پرندے ہیں اور وہ ان سے کھیلتے

ہیں تو کھیل کے بعد اپنے ہاتھ اچھی طرح دھولیں۔ پالتو جانوروں اور پرندوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ اگر کوئی زخم ہو یا زخم پر دوا لگائی جائے تو اس کے بعد بھی ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے۔ ناخن کاٹنے کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے تاکہ جراثیم ناخنوں کے اندر نہ رہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے آخر میں سوال پوچھا کہ "ہاتھ کیسے دھونے چاہیے؟" پھر خود ہی جواب دیا کہ ہاتھوں کو صابن لگائیں اور تقریباً 10 یا 20 سیکنڈ تک ہاتھوں کو اچھی طرح سے مسلیں پھر صاف پانی سے اچھی طرح دھوئیں۔ اگر ممکن ہو تو نیم گرم پانی کا استعمال کریں، تاکہ ہاتھوں میں جراثیم کے رہنے کا خطرہ نہ ہو۔ پھر صاف تولیہ سے ہاتھوں کو خشک کریں۔

ان تمام ہدایات کے بعد ڈاکٹر احمر اور ان کے عملے نے بچوں میں صابن کی ایک چھوٹی ٹکیا تقسیم کی۔ آخر میں ڈاکٹر احمر نے بچوں کو "صحت و صفائی ہفتہ" سے متعلق مزید آگاہی دیتے ہوئے کہا آج کے موضوع کے ساتھ ساتھ آپ کے اساتذہ آپ کو "کھانا بانٹ کر کھانے کی اہمیت"، "کھانا کھانے کے آداب" اور "کھانے کو ضایع ہونے سے بچانے کی اہمیت" کے بارے میں مزید بتائیں گے اور کچھ عملی مشقیں بھی کرائیں گے۔

3۔ کھانا بانٹ کر کھانے کی اہمیت

مالکِ حقیقی نے ہمیں بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان سب میں رزق بھی ایک ایسی نعمت ہے جس پر ہمارے زندہ رہنے کا دارومدار ہے۔ ہر جاندار کو زندہ رہنے کے لیے بھاری مقدار میں ہوا، پانی اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہوا تو قدرتی طور پر ہر جگہ دستیاب ہے۔ پینے کا صاف پانی حاصل کرنے کے لیے ہمیں تھوڑی بہت محنت کرنی ہوتی ہے، لیکن ہر جاندار کو اپنی ضرورت کے مطابق کھانا حاصل کرنے کے لیے بہت زیادہ محنت کرنا پڑتا ہے۔ وتایو فقیر کا کہنا ہے کہ "مالک رزق دیتا ضرور ہے لیکن کھانس کھانس کر۔" جو شخص رزق کے لیے زیادہ محنت کرتا ہے تو مالکِ حقیقی اسے بہت زیادہ رزق عطا کرتا ہے لیکن مالکِ حقیقی کی طرف سے اس پر یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ وہ رزق خود بھی کھائے گا اور دوسروں کو بھی کھلائے۔

دنیا کے تمام مذاہب میں کھانا بانٹ کر کھانے اور ضرورت سے زیادہ اشیا دوسرے لوگوں میں تقسیم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ کچھ لوگ عمر میں کم یا زیادہ عمر کے ہوتے ہیں۔ جو کمزور اور ضعیف ہونے کی وجہ سے کچھ کام کرنے کے لائق نہیں ہوتے۔ کچھ خواتین دائمی بیمار ہوتی ہیں اور روزگار کمانے کے لیے اپنے گھروں سے باہر جانے کے لائق نہیں ہوتیں۔ بیوہ عورتیں تو ہمارے معاشرے میں باہر نہیں نکلتیں۔ کبھی کوئی وبا، قحط، سیلاب، زلزلہ یا کوئی دوسری قدرتی آفت آجانے سے غریبوں کے لیے کھانے پینے کا حصول تو اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ بھوک اور بے روزگاری انسان کو اعلیٰ درجے نچلے درجے تک پہنچا سکتی ہے۔ انسانوں کو کھانے پینے کی اشیا وقت پر نہ ملنے سے انسان کچھ وقت کے لیے جانوروں جیسا رویہ اختیار کر سکتا ہے۔ ایک مشہور قول ہے کہ "یہ بھوک گداگری سکھاتی ہے اور جرم کی دعوت دیتی ہے"۔

ایسے حالات میں جو لوگ صاحب مال ہیں، انھیں ضرورت مندوں کی مدد کے لیے آگے آنا چاہیے اور لوگوں کو کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی فراہمی کا انتظام کرنا چاہیے۔ ان کے اسی اعمال سے انھیں مالکِ حقیقی کی محبت حاصل ہوگی۔

اسلام میں خود بھوکا رہ کر مہمان کو کھانا کھلانے کی تلقین کی گئی ہے۔ مسیحیت، ہندومت / سناتن دھرم، سکھ مذہب، بودھ دھرم اور جین دھرم میں خیرات اور دان دینے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ان تمام مذہبوں اور دھرموں میں انسانوں کے

ساتھ ساتھ پرندوں، مچھلیوں اور جانوروں کے دانے پانی کا بھی خاص خیال رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

ہمارے پیارے وطن پاکستان میں غریب اور ضرورت مندوں کے لیے لنگر خانے کھولے گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں اور بھی بہت سے خیرات کرنے والے حضرات ہیں جو ہمیشہ غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی ہر طرح امداد کرتے رہتے ہیں۔

ہم سب کو بھی چاہیے کہ اپنا کھانا دوسروں کے ساتھ بانٹ کر کھائیں۔

4۔ کھانے کو ضایع ہونے سے بچانے کی اہمیت

مالکِ حقیقی نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان عظیم نعمتوں میں سے ایک رزق ہے جسے ہم سب خوراک کی شکل میں کھاتے ہیں۔ اس غذا کی وجہ سے انسان صحت مند اور تندرست رہتا ہے۔ ایک صحت مند انسان ہی تمام سرگرمیاں صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ وہ دنیوی اور مذہبی کاموں میں نمایاں حصہ لے سکتا ہے۔ اردو میں ایک کہاوت ہے: "پیٹ میں ہو نوالا، تو ہوگا ہلا گلا" ہمارا کھانا ہمارے جسم، دماغ اور روح پر بہت زیادہ اثر ڈالتا ہے۔ کھانا ہماری سوچ اور سیکھنے میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کا جسم صحت مند ہے تو اس کا دماغ بھی صحت مند ہوگا۔ اساتذہ اور طلبہ ذہنی مشقت کرنے والے لوگ ہیں۔ لہٰذا ہر انسان کو کھانے کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیے۔ لیکن ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہم کھانے کی بے ادبی اور ضایع ہوتے دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر بڑے گھروں، ہوٹلوں اور شادی ہالوں میں اکثر لوگ کھانا ضایع کرتے ہیں۔ لوگوں کا یہ عمل مالکِ حقیقی کی عطا کردہ اس نعمت کی سراسر ناشکری ہے۔

مالکِ حقیقی نے اس خوبصورت کائنات کی ہر چیز کو انسان کے تابع کر دیا ہے تاکہ وہ مالکِ حقیقی کی شناخت کر سکے۔ اپنے مالکِ حقیقی کی عطا کردہ نعمتوں کے ضایع کرنے کو ناشکری اور احسان فراموشی جیسا عمل سمجھ کر درج ذیل باتوں کو ذہن نشین کرنا چاہیے:

- روز بہ روز دنیا کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن اس تناسب سے زرعی پیداوار میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ دنیا میں آج بہت سے ممالک میں لوگوں کو مناسب کھانا میسر نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں کھانے کو ضایع نہیں کرنا چاہیے۔
- ہمیں کھانا اپنے گھروں میں اپنی ضرورت کے مطابق تیار کرنا چاہیے۔
- کھانے کو بڑے برتنوں / ڈشوں میں رکھیں۔ پھر اپنی پلیٹ میں اتنا ڈالیں جتنا کھا سکیں۔
- گھر پر بچا ہوا کھانا ضرورت مندوں یا پرندوں اور جانوروں کو دے دینا چاہیے۔
- ہوٹل میں کھانا کھانے کی صورت میں بچا ہوا کھانا پارسل کروا کے گھر لا کر فرج میں رکھنا چاہیے تاکہ ضرورت پڑنے پر اسے دوبارہ گرم کر کے استعمال کیا جا سکے۔

- سعودی عرب میں کچھ لوگ گھر کے باہر فرج میں کھانا رکھ دیتے ہیں جہاں سے ضرورت مند لے جاتے ہیں، آج کل یہ کام بہت سارے ممالک میں کیا جاتا ہے۔
- لنگروں، ہوٹلوں، شادی ہالوں میں بچی ہوئی روٹیوں کو جمع کر کے دھوپ میں سکھا کر دوبارہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔
- دیہاتی علاقوں میں سوکھی روٹی کا بھات بنا کر، مرچ مصالحے ڈال کر کھایا جاتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی ان کی پیروی کرنی چاہیے۔

درج بالا اسباق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• معاشرے میں لوگوں کی شناخت ان کے آداب اور طور طریقوں سے ہوتی ہے۔ • گھر ہمارے ابتدائی تربیت گاہ ہے، جہاں اچھے آداب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ • جن لوگوں کو مالکِ حقیقی نے رزق میں کثرت دی ہے وہ دوسروں میں رزق تقسیم کرنے کے پابند ہیں۔ • کھانے کو آرام اور مناسب طریقے سے چبا کر کھانا چاہیے۔ • مالکِ حقیقی کی دی ہوئی ہر چیز کا بے حد شکر ادا کرنا چاہیے۔ • صحت کی حفاظت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مہمان کی مہمان نوازی کیسے کی گئی؟
2. کھانا کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھونے کی کیا اہمیت ہے؟
3. دوسروں میں بانٹ کر کھانے کا کیا مطلب ہے؟
4. کھانے پینے کی اشیا کو ضایع ہونے سے بچانے کی کوئی پانچ تدابیر تحریر کریں؟
5. کھانے کی ضرورت کس کس کو ہوتی ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. جانوروں اور پرندوں سے کھیلنے کے بعد ہاتھ دھونا ضروری نہیں۔		
2. دنیا کے اہم مذہب انسانوں، جانوروں اور پرندوں کا خیال رکھنے کا درس دیتے ہیں۔		
3. کھانے پینے کے دوران لوگوں کو زیادہ اور اونچی آواز سے بات چیت کرنی چاہیے۔		
4. کھانے کی بچی ہوئی اشیا کسی ضرورت مند انسان یا پرندوں کو دینی چاہیے۔		
5. کھانے کو اچھی طرح چبا کر کھانا چاہیے۔		

(ج) مندرجہ ذیل درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

1. **اچھے آداب سیکھنے کا ذریعہ ہیں:**

(الف) والدین (ب) اساتذہ (ج) دونوں

2. **دنیا میں موجود زندہ مخلوق کے لیے رزق کی صورت حال ہے:**

(الف) محدود (ب) مقدر (ج) کشادہ

3. **حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مہمان کی مہمان نوازی جس نے کی وہ:**

(الف) ایک بزرگ تھے (ب) ایک صحابی تھے (ج) ایک عورت تھی

4. **بیماریوں سے بچنے کا اہم ذریعہ ہے:**

(الف) دوائیاں کھانا (ب) پیسے خرچ کرنا (ج) صفائی رکھنا

5. **کھانا ضایع کرنا ایک قسم کی:**

(الف) بیماری ہے (ب) نشانی ہے (ج) ناشکری ہے

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ وطالبات کو کھانا کھانے کے آداب کے بارے میں درج ذیل ایک ایک موضوع پر اسائنمنیٹ تیار کر کے لانے کا کہا جائے اور اگلے دن ہر ایک بچہ کلاس میں پیش کرے۔

* کھانا کھانے کے مذہبی آداب۔
* کھانا کھاتے وقت صفائی کی اہمیت۔
* کھانے کو ضایع ہونے سے بچانا۔
* کھانا بانٹ کر کھانا۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اسکول میں کسی بہترین ڈاکٹر یا نرس کی مدد سے بچوں کے لیے غذائیت کے متعلق ایک معلوماتی پروگرام منعقد کریں۔ جس میں والدین کو بھی شراکت کی دعوت دیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
ادنیٰ	چھوٹا درجا	نعم البدل	کسی چیز کا مناسب بدل
دائمی	ہمیشہ، مستقل	قحط	خشک سالی، کال
گداگری	فقیری	مشقت	محنت
تابع	فرمانبردار، پابند		

باب چہارم

اہم شخصیات

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد، طلبہ وطالبات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ:

- کسی قوم یا معاشرے کی اخلاقی بہتری کے لیے شخصیات کے کردار کو جان سکیں۔
- ان شخصیات کی تعلیمات کو اپنانے کا جذبہ رکھ سکیں۔
- ان کی مسائل کو حل کرنے اور فیصلہ کرنے والی عقل مندی کو سمجھ سکیں۔
- ان کے زندگی میں حاصل کیے ہوئی تجربات کو استعمال کر سکیں۔

تعارف

زمانے کے معاملات کو چلانے کے لیے اسے مختلف انتظامی شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف شخصیات اپنی خدمات کے ذریعہ پہچان حاصل کرتی ہیں۔ کچھ لوگ تعلیم کے میدان میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں، توکچھ میڈیکل اور انجینئرنگ میں خود کو منواتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی اور اخلاقی شعبوں میں غیر معمولی خدمات انجام دینے والی شخصیات بھی اپنی سیرت، کردار، تعلیم، تربیت اور تجربات اور مشاہدات کی بناپر عوام میں مقبول ہو جاتی ہیں۔

ایسی اہم شخصیات کی حالات زندگی پڑھنے سے لوگوں میں ان کے لیے عقیدت اور احترام کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

اس باب میں حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام، بادشاہ اشوکا، مقدس تھامس اکوئنیس کی حالات زندگی کے بارے میں اسباق دیے گئے ہیں۔

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام

(حضرت یسوع مسیح کی والدہ، اسلام اور مسیحیت میں ان کی پاک دامنی کی اہمیت)

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وضاحت کر سکیں کہ حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کب اور کیسے حضرت یسوع مسیح کی والدہ بن گئیں۔
- کنواری حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی ابتدائی زندگی کے بارے میں بتا سکیں۔
- تثلیثِ پاک کی وضاحت کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام "رحمت کی ماں" کیوں کہلاتی ہیں۔
- اسلام اور مسیحیت میں حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- پاک دامنی اور اس کی اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔
- پاک دامنی والے عہد کے بارے میں جان سکیں۔

تعارف

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کو مسیحی دنیا اور عالم اسلام دونوں میں ایک جیسا درجہ حاصل ہے۔ دونوں مذاہب کے پیروکار انھیں نہایت ہی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کا ذکر عہد نامہ جدید اور قرآن مجید میں کئی بار آیا ہے۔ قرآن مجید میں ان کے نام پر "سورۃ مریم" بھی موجود ہے۔

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی عزت:

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی والدہ کا نام مقدسہ حنّہ بنت فاقوذا اور والد کا نام یویاقیم یا عمران تھا۔ وہ دونوں بوڑھے اور بے اولاد تھے۔ وہ مالکِ حقیقی سے کی اولاد کے لیے مسلسل دعا مانگتے رہتے تھے۔ مالکِ حقیقی نے انھیں بڑھاپے میں ایک بیٹی عطا کی، جس کا نام انھوں نے "مریم" رکھا۔ مقدسہ مریم علیہا السلام اپنے والدین کے ساتھ جلیل نامی علاقے کے ایک شہر 'ناصرت' میں رہتی تھی۔ ایک دن ایک فرشتہ مالکِ حقیقی کی جانب سے بی بی صاحبہ کی طرف بھیجا تھا۔ انجیل میں لکھا ہے:

"اور فرشتے ان کے پاس اندر آکر کہا: "سلام اے عزت والی! مالکِ حقیقی آپ کے ساتھ ہے۔ آپ عورتوں میں مبارک ہیں۔" (لوقا: باب 1:28)

یہ حوالہ مقدسہ مریم علیہا السلام کی بزرگی، عزت، مرتبے، پاکیزگی کی مکمل طور پر گواہی دیتا ہے۔ اس فرشتے نے

مقدسہ مریم علیہاالسلام کو یہ پیغام دیا:

"آپ کو ایک بیٹا پیدا ہو گا، آپ اس کا نام یسوع رکھیں۔"

قرآن مجید میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتہ حضرت مقدسہ مریم علیہاالسلام کے پاس آیا اور اسے بشارت دی:

"اے مریم! اللہ نے آپ کو منتخب کیا اور آپ کو پاکیزہ بنایا اور آپ کو جہانوں کی عورتوں میں سے چُنا ہے۔"

(آل عمران: آیت 42)

حضرت مقدسہ مریم علیہاالسلام کا کردار:

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام بہت ہی پاکیزہ خاتون تھیں۔ انھیں مالکِ حقیقی نے اپنی خاص قدرت سے کنواری ہونے کے باوجود انھیں حضرت یسوع مسیح کی ماں بنایا اور یہ ایک معجزہ تھالہذا، حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی ماں ہونے کے ناتے تمام برائیوں سے دور رہیں، جیسے کہ خود حضرت یسوع مسیح علیہ السلام تمام برائیوں سے پاک تھے۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مالکِ حقیقی نے انھیں حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کے لیے تمام عورتوں میں خاص فضیلت بخشی اور ان کی سچائی، پاک دامنی، نرم دلی اور مالکِ حقیقی سے بھرپور پیار کی وجہ سے اس اہم کام کے لیے منتخب کیا۔ انھیں مالکِ حقیقی پر پورا ایمان اور بھروسا تھا۔ اسی لیے جب مالکِ حقیقی نے انھیں حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی ماں کے طور پر منتخب کیا، تو انھوں نے مالکِ حقیقی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس عظیم کام کے لیے خود کو ایک دم پیش کیا۔ یہ مالک کے ساتھ ان کی قربت اور محبت کا واضح ثبوت تھا۔

انھوں نے اپنی زندگی میں بے شمار خوشیاں دیکھیں، ان میں سب سے بڑی خوشی حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش تھی۔ مالکِ حقیقی کے حکم سے آپ نے حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی پرورش عمدہ طریقے سے کی اور ہمیشہ ان کی مدد اور رہنمائی کرتی رہیں، اگرچہ آپ علیہاالسلام کا تعلق ایک درمیانی خاندان سے تھا اور ان کے پاس مال دولت اور عیش وعشرت کا سامان بھی نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی اپنے بے پناہ پیار، محبت اور مالکِ حقیقی کی قربت اور سپردگی کے احساس اور ایمان کی دولت سے حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی پرورش کی۔ آپ علیہاالسلام کا دل ہر وقت مالکِ حقیقی کی محبت سے بھرا رہتا تھا اور آپ علیہاالسلام ہر کسی کی مدد کے لیے کو تیار رہتی تھیں۔ ان جذبات کا اظہار کرتے ہوئے آپ علیہاالسلام نے فرمایا:

- میری جان مالکِ حقیقی کی کبریائی بیان کرتی ہے۔(لوقا-باب 1-آیت 46)
- اور میری روح مجھے نجات دینے والے مالکِ حقیقی سے خوش ہوئی۔(لوقا-باب 1-آیت 47)
- کیوں کہ اس نے اپنی خادمہ کی عاجزی پر نظر کی اور دیکھو کہ اب سے ہر زمانے کے لوگ مجھے مبارک کہیں گے۔

(لوقا-باب 1: 48)

- کیوں کہ اس مالکِ حقیقی نے میرے لیے بڑے بڑے کام کیے ہیں اور اس کا نام پاک ہے۔(لوقا۔باب 1: 49)

لیکن آپ علیہا السلام کو بہت پریشانیاں بھی دیکھنی پڑیں۔ آپ علیہا السلام کی زندگی میں کچھ ایسے واقعات ہوئے آپ علیہا السلام کی زندگی میں دکھ اور تکلیف کا سبب بنے، جن میں بزرگ شمعون کی پیشین گوئی، مصر کی طرف ہجرت، یسوع مسیح علیہ السلام کا گم ہونا، صلیب کے نیچے تکلیف سے وقت گزارنا، ان سب تکالیف کے باوجود آپ علیہا السلام جانتی تھیں کہ غم دیکھنے کے بعد ہی انھیں دائمی خوشی ملنا ممکن ہے۔

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام بزرگی، عزت اور پاکیزگی کی علامت ہیں۔ وہ "کنواری مقدسہ مریم" کے نام سے بھی جانی جاتی ہیں۔ مسیحیت کے ابتدائی دنوں میں انھیں "شہزادی ماں" بھی کہا گیا اور "نئی حوا" کا نام بھی انھیں دیا گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کے ذریعے انسانیت کی نجات اور مالکِ حقیقی کی عبادت کے ذریعے اپنی نجات کا اہتمام کر رہی ہیں۔ یقیناً آنے والی دنیا تک آپ علیہا السلام کو عزت اور احترام سے یاد کیا جائے گا۔ آپ یسوع مسیح کی ماں تھیں۔ مسیحیت کے پیروکار حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو رحمت کی علامت سمجھتے ہیں۔ آپ علیہ السلام ایک نہایت ہی رحمت والی اور محبت کرنے والی ماں تھیں، لہٰذا عیسائی آپ علیہا السلام کو "رحمت کی ماں" مانتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام ان بزرگ ہستیوں میں سے ایک ہیں جنھیں مالکِ حقیقی نے اپنے اہم کام کے لیے منتخب کیا تھا۔ حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کو مسیحی اور اسلامی دنیا میں یکساں احترام حاصل ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی زندگی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
2. حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کے والدین کے نام اور آپ علیہا السلام کے القاب کیا ہیں؟
3. ''رحمت کی ماں'' کا مفہوم کیا ہے؟
4. حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی زندگی میں کون سے مشکل دن آئے؟
5. قرآن مجید میں حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کے بارے میں کیا فرمان ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. مقدسہ مریم علیہا السلام حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی بہن تھیں۔	☐	☐
2. حضرت یسوع مسیح کی ولادت معجزانہ طور پر بغیر والد کے ہوئی۔	☐	☐
3. حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کے والدہ کا نام حنّہ اور والد کا نام عمران تھا۔	☐	☐
4. مقدسہ مریم علیہا السلام کے والدین مکے کے رہائشی تھے۔	☐	☐
5. مقدسہ مریم علیہا السلام کا تذکرہ عہد نامہ جدید اور قرآن مجید میں آیا ہے۔	☐	☐

(ج) مندرجہ ذیل درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

1. مقدسہ کی معنی ہے:

(الف) پاکیزہ (ب) خوبصورت (ج) سلیقہ مند

2. حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی والدہ ہونے کے وجہ سے آپ کو کہتے ہیں:

(الف) دوسری حوائے (ب) رحمت کی ماں (ج) شہزادی ماں

3. "سورہ مریم" کے نام سے مقدسہ مریم علیہا السلام کی جو سورۃ واقع ہے، وہ موجود ہے:

(الف) بائبل میں (ب) انجیل میں (ج) قرآن مجید میں

4. مقدسہ مریم علیہا السلام "تمام جہانوں کی عورتوں پر فضیلت والی ہونے" والا بیان موجود ہے:

(الف) لوقا میں (ب) سورۃ آل عمران میں (ج) بائبل میں

5. بزرگی، عزت اور پاکیزگی کی علامت کہی جاتی ہیں:

(الف) اماں حوا (ب) بیبی بلقیس (ج) مقدسہ مریم

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ و طالبات کو مقدسہ مریم علیہا السلام کی زندگی کے بارے میں معلومات جمع کرنی چاہیے، خاص طور پر درج موضوع کے بارے میں:

- مقدسہ مریم علیہا السلام کا بچپن۔
- مقدسہ مریم علیہا السام کی حضرت یسوع مسیح کے ساتھ زندگی۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کی رہنمائی کریں کہ وہ مختلف مذہبی کتابوں کی روشنی میں حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کی زندگی کے بارے میں اہم معلومات جمع کریں اور کتابچہ کی صورت میں نمائش کے لیے پیش کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
معجزہ	ہو کام جو انسانی طاقت سے باہر ہو اور عقل میں نہ آئے	قربت	قریب ہونا، محبت
سپردگی	حوالے کرنا	کبریائی	بڑائی، عظمت
صلیب	مسیحیت کا مقدس نشان	معجزانہ	عقل کو حیرت میں ڈال دینے کے طور پر

بادشاہ اشوکا

(زندگی، کارنامے اور قانون)

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ہندستان پر موریا خاندان کے راج کرنے والے بادشاہ اشوکا کی امتیازی حیثیت کے بارے میں جان سکیں۔
- اس کے زندگی کے مشہور واقعات کا تجزیہ کر سکیں۔
- بادشاہ اشوکا کے "عذاب گھر" کی وضاحت کر سکیں۔
- لڑائی سے دست بردار ہونے کے اسباب اور اس وقت اس کے کہے الفاظ بتا سکیں۔
- مذہبی عدم رواداری، اخلاقی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لیے اس کے اٹھائے گئے اقدام کی فہرست تیار کر سکیں۔
- اس کی قربانیوں اور کارناموں کی وضاحت کر سکیں۔
- بودھ دھرم کے پھیلنے میں اس کے فرمان کے کردار کی وضاحت کر سکیں۔

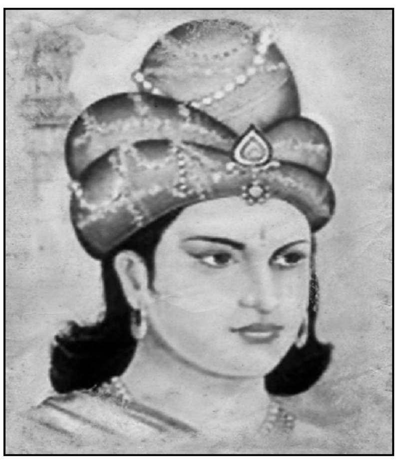

تعارف:

اشوکا موریا خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا۔ وہ 304ق۔م میں پیدا ہوا اور 268ق۔م میں تخت پر بیٹھا۔ اس نے چھتیس سال حکومت کی۔ اگرچہ اسے ایک بڑی بادشاہت وراثت میں ملی تھی، لیکن اس کی بادشاہت کی حدود شمال میں کشمیر سے لے کر جنوب میں کرناٹک اور مشرق میں گنگا ڈیلٹا سے مغرب میں افغانستان تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنے دور میں دنیا کا ایک بہت بڑا بادشاہ رہ چکا ہے۔

اپنے والد کی بادشاہی کے دور میں وہ وجین صوبے کا گورنر تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد بادشاہی حاصل کرنے کے لیے اسے اپنے بھائیوں سے جنگ لڑنی پڑی، جس میں اپنے ننانوے (99) بھائیوں کو شکست دینے کے بعد بادشاہ بنا۔ اس کی ابتدائی زندگی اور اس کے عہد حکمرانی کے ابتدائی سات سالوں کے بارے میں مزید معلومات نہیں مل سکی، سوائے اس کے کہ اس نے بہت سی شادیاں کی، شکار کیا، تفریحی دورے کیے اور بہت سے علاقوں کو فتح کیا۔

دور حکومت کے آٹھویں سال میں کالنگا (موجودہ اوڑیشہ) کی جنگ اس کی زندگی کا ایک اہم راستہ ثابت ہوئی۔ اس

جنگ میں بہت قتل عام ہوا اور لگ بھگ ایک لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ڈیڑھ لاکھ قیدی بنے۔ بادشاہ اشوکا نے جنگ تو جیت لی، لیکن اتنی بڑی تباہی نے اس کے دل پر گہرا اثر ڈالا اور مستقبل کے لیے اس نے جنگ سے توبہ کی اور بودھ مذہب کی طرف رجوع کیا، جس کی وجہ سے اس کی زندگی کا رخ بدل گیا۔

بودھ مذہب قبول کرنے کے بعد اس نے بادشاہت میں جانوروں کے ذبح کرنے اور شکار کرنے پر پابندی عائد کر دی۔ ماہی گیروں کو بھی ماہی گیری سے روک دیا۔ اس نے اپنی باقی زندگی بودھ مت کو پھیلانے کے لیے وقف کر دی۔ بھکشوؤں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیں۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے مہند اور بیٹی سنگھ مترا کو بودھ مذہب کی تبلیغ کے لیے بھکشو بنا کر تبلیغی مشن پر سری لنکا بھیج دیا۔ رواداری، مذہبی اور اخلاقی اقدار کی طرف جھکاؤ ہو جانے کی وجہ سے بادشاہت کے کام متاثر ہونے لگے اور شاہی دربار میں بھکشوئوں کے اثر ورسوخ کا بھی اضافہ ہو گیا۔

بودھ مذہب کے لیے اہم خدمات: بادشاہ اشوکا نے بودھ مذہب پھیلانے کی کوشش کی اور ان کی مقدس مقامات پر عمارتیں بنوائی۔ کتبے لگوائے، جن پر بودھ مذہب کے اصول لکھوائے۔ اس نے عام بھلائی کے امور پر بھی بہت زیادہ توجہ دی اور بادشاہت میں بہت ساری اصلاحات کیں۔

اس نے سڑکوں پر شجرکاری کی اور پھول اور پودے لگوائے۔ کنویں کھدوائے اور مسافروں کے لیے مہمان خانے بنوائے۔ عدل و انصاف کا بھی بندوبست کیا۔ اس نے غریبوں، یتیموں، بیواؤں کی دیکھ بھال کے انتظامات بھی کیے۔ اسے نئے گاؤں آباد کرنے کا بھی شوق تھا، اس لیے اس نے چوراسی ہزار (84) عمارتیں تعمیر کروائیں۔

بادشاہ اشوکا نے عوامی مسائل کے حل کے لیے خصوصی نمائندے مقرر کیے اور انھیں عدالتی اختیارات دیے۔ اشوکا کا ایک بڑا کارنامہ پتھروں پر احکامات لکھوانا تھا۔ اس نے چودہ احکام پتھر کے بڑے بڑے ستونوں پر لکھوائے، جن میں کچھ احکام اور اخلاقی تعلیم بھی شامل تھی۔ مثال کے طور پر: دوسروں کو برداشت کرنا، دوسروں کے مذہب کا احترام کرنا، مذہبی علماء، والدین اور اساتذہ کا احترام کرنا، مالک کا مزدور سے حسن سلوک کرنا، والدین اور بچوں، طلبہ اور اساتذہ کے مابین اچھے تعلقات پیدا کرنا، سچائی اور میانہ وری کی تعلیم، نیکی اور رحمدلی کی تعلیم وغیرہ۔

بودھ مذہب قبول کرنے کے بعد اشوکا نے سزائے موت کو ختم کر دیا، لیکن انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے اور مذہب پر عمل کرانے کے لیے اعلی عہدے داروں پر مشتمل ایک مجلس بنائی۔ جو کہ باقاعدہ ان معاملوں کا جائزہ لیتی تھی اس نے شہزادوں اور وزیروں کی عیش والی زندگی پر پابندی عائد کر دی اور مکمل طور پر بودھ مذہب پر عمل کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ اپنی پوری زندگی بودھ مذہب پر عمل کرتے ہوئے گزار دی۔

بادشاہت میں قانون کی بالا دستی: ویسے تو موریا خاندان کی بادشاہت ذاتی، موروثی اور ہر قانون سے آزاد تھی، لیکن تمام عدالتی، انتظامی اور فوجی اختیارات ایک شخص کے ہاتھ میں نہیں تھے، بلکہ بادشاہ اشوکا نے ان کاموں کے لیے ایک مشاورتی مجلس قائم کی تھی۔ جو اسے تمام معاملات میں مشورہ دیا کرتی تھی۔ اس مجلس کے علاوہ گورنروں کی ایک جماعت ایسی تھی جو بادشاہ کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ جن میں خصوصی مشیر، مذہبی امورے نگران، صوبے دار، قاضی، سپہ سالار اور رہنما وغیرہ شامل تھے۔ اشوکا کے دور میں ایک نیا عہدہ قائم کیا گیا جس کا کام مذہبی امور کو نافذ کرنا تھا۔ شہروں کے انتظام کے لیے ایک الگ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ یونانی سفیر میگس تھینس (Megasthenes) چوانی دارالحکومت پاٹلی پتر کے نظم وضبط کی ایک مجلس تھی، جس میں تیس (30) ممبر شامل تھے جو کہ مزید چھے (6) اور چھوٹی مجلسوں پر مشتمل تھی۔ ایک صنعت وحرفت کی نگرانی کرتی تھی۔ دوسری مسافروں اور غیر ملکی تاجروں کی دیکھ بال کرتی تھی۔ تیسری پیدائش اور موت کا حساب کتاب رکھتی تھی۔ چوتھی تجارت کے بارے میں تھی۔ پانچویں مصنوعات کی دیکھ بال کرتی تھی۔ چھٹی کا تعلق ان ٹیکسوں سے تھا، جو فروخت کردہ سامان سے اخذ کیے جاتے تھے۔ چھوٹے شہروں اور دیہات میں پنچایتوں کا رواج عام تھا، وہاں قاضی عوام کے مسائل حل کرتے تھے۔

بادشاہ اشوکا قانون کے مطابق اپنی بادشاہی کے ہر حصے کا مالک تھا۔ لہٰذا وہ کسانوں سے زرعی پیداوار کا ایک خاص حصہ لگان کے طور پر لیتے تھے۔ لگان کے ساتھ آبیانہ (بان کا ٹیکس) بھی لاگو تھا۔ اس کے علاوہ جانوروں، مکانات، تجارتی سامان، نمک سازی، کان کھودنے والوں سے ٹیکس وصول کرنے کے لیے مختلف افراد کو مقرر کیا گیا تھا اور یہ ساری رقم سرکاری خزانے میں جمع ہوتی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ موریا بادشاہت کے دور میں بڑی سزائیں مثلاً: پھانسی، پانی میں ڈبونے اور جلانے وغیرہ کو برقرار رکھا گیا تھا، لیکن اشوکا نے اپنی سلطنت میں انتظامیہ کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کے ساتھ تمام اخلاقی تعلیمات اور اشوکا کے 14 احکامات کی سختی سے پابندی کریں۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں گے، ایک دوسرے سے اچھا سلوک کریں گے تو وہ سنگین سزاؤں سے بچ جائیں گے۔

اشوکا نے عوام کے ساتھ ساتھ اپنے کنبے کے تمام افراد بیویاں، شہزادے اور شہزادیاں، وزیر اور تمام امیر کو بھی قانون کی پابندی کرنے کا پابند بنایا۔

انتقال: اشوکا کا انتقال 232 ق.م میں ہوا۔ اس کے جانشین اتنی بڑی بادشاہت کو صرف پچاس سال تک سنبھال سکے اور آخر کار اس کا خاتمہ ہو گیا، لیکن اشوکا کا نام اس کے کارناموں، بودھ مذہب کی خدمات اور قانون کی بالادستی کی وجہ سے تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• بادشاہ اشوکا موریا خاندان کا بادشاہ تھا، جس نے تقریباً چھتیس سال حکومت کی اور اپنی سلطنت وسیع کیا۔
• حکمرانی کے آٹھویں سال کالنگا کی جنگ میں زیادہ جانی نقصان سے اس کے دل پر گہرا اثر ہوا اور اس نے جنگ سے ہمیشہ کے لیے توبہ کی۔ • بادشاہ اشوکا نے بودھ مذہب کو پھیلانے کے لیے بے شمار خدمات انجام دیں۔ • بادشاہ اشوکا کے دور میں قانون کی نظر میں شاہی خاندان کے لوگوں سے لے کر عام آدمی تک سب برابر تھے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. بادشاہ اشوکا کو اپنے بھائیوں سے جنگ کیوں کرنی پڑی؟
2. بادشاہ اشوکا نے کتنے سال بادشاہت کی؟
3. اس نے اپنی بادشاہت کو کتنا وسیع کیا؟
4. بادشاہ اشوکا بودھ مذہب کے طرف کیسے مائل ہوا؟
5. بادشاہ اشوکا نے اپنی بادشاہت کے انتظامات کو کیسے دہرایا تھا؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. والد کی بادشاہت کے دوران اشوکا............... تھا۔
2. اپنے............... کو شکست دینے کے بعد............... بنا۔
3. کلنگا والی جنگ میں............... لوگ مرے اور............... قیدی بنے۔
4. اشوکا نے اپنے بیٹے............... اور بیٹی............... کو بودھ مذہب کا بھکشو بنایا۔
5. اشوکا کا بڑا کارنامہ............... پر احکامات لکھوانا تھا۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. قانون کے مطابق وہ اپنی بادشاہت کے کسی بھی حصے کا مالک نہیں تھا۔	☐	☐
2. موریا خاندان میں چھوٹی سزائیں: پھانسی، ڈبونا اور جلانا تھا۔	☐	☐
3. بادشاہ کسانوں سے ساری فصل لگان کے طور پر لیتا تھا۔	☐	☐
4. بادشاہ اشوکا نے عوام اور انتظامیہ کو چودہ احکامات کی پابندی کرنے کا حکم دیا۔	☐	☐

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

بادشاہ اشوکا کی سیاسی، مذہبی اور انتظامی خدمات کے متعلق طلبہ وطالبات ایک مضمون تحریر کریں اور تحریری مقابلے کے بعد منتخب مضمون بچوں کے رسالے میں چھپوانے کے لیے بھیجیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

کلاس میں طلبہ وطالبات کے تین گروپ بنوا کر مندرجہ ذیل عنوانات پر تقریری مقابلہ کرائیں۔

• اشوکا کی حیثیت بطور شہزادہ۔ • اشوکا کی حیثیت بطور موریا خاندان۔ • قوم میں اشوکا کی حیثیت بطور مصلح۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
وقف کرنا	خرچ کرنا	مشن	مقصد
میانہ وری	درمیانی	مابین	بیچ
لگان	مقبوضہ زمین یا اراضی کے استعمال سے زمیندار یا سرکار کو دے	سنگین	بھاری، وزنی

مقدس تھامس اکوئینس (St. Thomas Aquinas)

(زندگی، مسیحی فلسفے اور فکر میں ان کی خدمات)

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- مقدس تھامس اکوئینس کی زندگی کے اہم واقعات کے بارے میں بتا سکیں۔
- تجزیہ کر سکیں کہ انھیں "چرچ کا ڈاکٹر" کیوں کہا جاتا ہے۔
- ان کے نظریے کی وضاحت کر سکیں۔
- فلسفے میں کی ہوئی ان کی خدمات کی تعریف کر سکیں۔
- ان کے مذہبی فکر کی وضاحت کر سکیں۔
- فطری قانون، اخلاقیات اور مذہبی فکر کے بارے میں ان کی خدمات کو جان سکیں۔

تعارف:

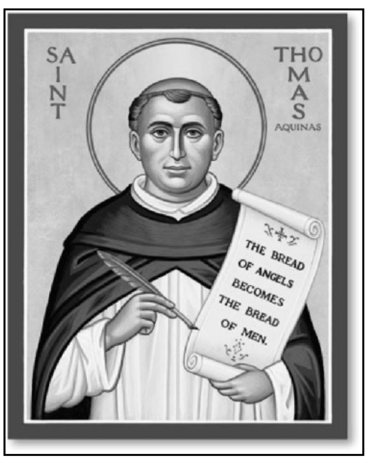

مسیحیت کی تاریخ میں بے شمار مقدس ہستیوں کا ذکر ملتا ہے۔ جنھوں نے اپنے اچھے اخلاق، بہادری، علم و فضل، فنون و دستکاری، ایثار و قربانی کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے تاریخ میں اپنا نام لکھوایا۔ ان میں سے ایک شخصیت مقدس تھامس ایکوئینس ہے، جو اپنی پاکیزگی، ذہانت اور غور و فکر کی صلاحیت کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ خاص طور پر رومن کیتھولک چرچ میں ان کی اہمیت نمایاں ہے۔ انھیں "فرشتہ صفت استاد" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مقدس تھامس کی پیدائش 1225ع میں سسلی ریاست کے ایک مقام روکاسیکا میں ہوئی۔ ان کے والد نے پانچ سال کی عمر میں انھیں تعلیم اور تربیت کے لیے بینا ڈکٹن راہب کے حوالے کر دیا۔ اس کی ذہانیت اور تعلیمی قابلیت سے اس کے تمام اساتذہ بے حد حیران اور خوش ہوئے۔

مذہب کی جانب رجحان:

جوانی ہی میں دنیا کی آسائش ترک کر دی تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد وہ ماں اور بھائیوں کے مرض کے خلاف مقدس ڈومینیکن (Dominican) میں شامل ہوا جو مسیحیت کا ایک مذہبی مکتب فکر ہے۔ جب وہ روم جانے کی تیاری کر رہے

تھے تو ان کے بھائیوں نے انھیں گھر میں بند کر دیا اور وہ اگلے سال تک نہیں جا سکے۔ پوپ چہارم (Pope Innocent IV) کی وجہ سے انھیں قید سے رہائی ملی۔ وہ ڈومینیکن کی مذہبی تعلیم کے لیے جرمنی کے شہر کولون (Cologne) چلے گئے، جہاں وہ مقدس البرٹ عظیم کے طالب علم بن گئے اور ان سے علم فلسفہ اور الہیات سیکھا۔

تدریسی فرائض:

22 سال کی عمر میں انھیں کولون شہر میں تدریس کی ذمے داریاں دی گئیں۔ اسی دوران انھوں نے اپنی کتابیں لکھنا شروع کیں۔ ان کی کتابوں میں "سوما تھیولوجیکا" (Summa Theologica) اور "جینٹائلز" (Gentiles) زیادہ مشہور ہیں۔ سوما تھیولوجیکا تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں تخلیق سے متعلقہ چیزوں کا ذکر ہے، جب کہ دوسرے میں مقام انسان، اچھائی برائی اور اعمال وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کے حالات زندگی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

چار سال بعد مقدس تھامس کو پیرس بھیجا گیا۔ اس وقت تک وہ ایک کاہن بن چکے تھے۔ 31 سال کی عمر میں انھوں نے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد وہ پیرس کی یونیورسٹی میں تدریس کرنے لگے۔ مسیحیت کے مطالعے پر زیادہ کام کرنے کی وجہ سے انھیں "ڈاکٹر آف چرچ" کہا جاتا ہے۔

پیرس میں اس وقت کے بادشاہ مقدس لوئس 9 سے ان کی اچھی دوستی ہو گئی۔ 1261ع میں پوپ الیگزینڈر نے ان کی خدمات حاصل کرنے کے لیے انھیں روم بلایا۔ لیکن انھوں نے بڑی بردباری سے اس خدمت سے مجبوری ظاہر کی۔ انھیں نیپلس (Naples) کے آرک بشپ کے کا عہدہ سنبھالنے کی پیشکش ہوئی، لیکن انھوں نے اس سے بھی انکار کیا۔ البتہ نیپلس یونیورسٹی میں 1272ع تک تدریس کرتے رہے، یہاں تک کہ 7 مارچ 1274ع کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

دینیات اور فلسفے میں مقدس تھامس اکوئینس کی خدمات:

مقدس تھامس اکوئینس ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فلسفی بھی تھے۔ ان کے زمانے میں فلسفے میں مقدس آگسٹین اور ارسطو کے نظریات کے چرچے تھے۔ مقدس آگسٹین کا کہنا تھا: "سچائی اور علم کی تلاش کے لیے حسی تجربات کافی ہیں۔" اس کے برعکس مقدس تھامس کا نظریہ یہ تھا: "حسی تجربات حقیقت کے تہہ تک پہنچنے کے لیے کافی نہیں ہیں، بلکہ ان کے لیے وحی / الہام کا ہونا ضروری ہے۔" چیزوں کی حقیقت کو پرکھنے کے لیے تو عقل کافی ہے، لیکن دینی حقائق کو سمجھنے کے لیے عقل کافی نہیں ہے اور نہ ہی حواس صحیح طریقے سے رہنمائی کرسکتے ہیں۔ مالکِ حقیقی کے وجود اور اس کے جاننے کے لیے عقلی دلائل بھی ہیں، لیکن ان کے وجود کا علم وحی / الہام کے بغیر ممکن نہیں۔ مزید یہ کہ مسیحیت کے عقیدے "تثلیث" کو بھی وحی / الہام کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا۔

تیرھویں صدی عیسوی میں جب ارسطو کے نظریات کا لاطینی زبان میں ترجمہ شایع ہوا اور ابن راشد نے ارسطو کی سوچ کی وضاحت کی تو عقلی علوم کو بڑی طاقت ملی۔ اس کے برعکس رومن کیتھولک چرچ نے ارسطو کی سوچ کی مخالفت کی، لیکن وہ کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ اس سلسلے میں تھامس اکوئنیس نے رومن کیتھولک چرچ کی رہنمائی کرتے ہوئے ارسطو کے نظریات کی تردید کرتے دلائل پیش کیے، جو اس وقت مسیحیت کو بچانے کی ایک اہم کوشش تھی۔ یہی ان کی خدمات ہیں جس کے لیے مقدس تھامس اکوئنیس کی تعریف کی جاتی ہے۔ لیکن سولھویں صدی سے لے کر انیسویں صدی تک ان کی سوچ پر شدید تنقید کی گئی اور ان کے دلائل کی روشنی مدھم ہوتی گئی۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• مقدس تھامس اکوئنیس نے مسیحیت کو ارسطو کی سوچ سے بچانے کے لیے بہت دلائل پیش کیے اور رومن کیتھولک چرچ کو بچایا۔ • مقدس تھامس اکوئنیس کو "فرشتہ صفت استاد" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ • انھوں نے کم عمری ہی میں پڑھنا اور پڑھانا شروع کیا اور نئی نئی کتابیں لکھیں۔ • انھوں نے صرف اکتیس سال کی عمر میں ڈاکٹریٹ (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. مسیحی تاریخ میں مقدس تھامس اکوئنیس کیوں مشہور ہیں؟
2. مقدس تھامس کی ابتدائی تعلیم و تربیت کس نے کی؟
3. مقدس تھامس کے کتابوں کے نام تحریر کریں۔
4. مقدس تھامس اکوئنیس کی خدمات پر نوٹ تحریر کریں۔
5. "ڈاکٹر آف چرچ" کا مطلب کیا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر "✓" اور غلط پر "✗" کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. مقدس تھامس اکو ئینس ایک عالم ہونے کے ساتھ ایک فلسفی بھی تھا۔		
2. چیزوں کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے وحی / الہام کی بھی ضرورت ہے۔		
3. ارسطو کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔		
4. مسیحیت کے عقیدے "تثلیث" کو بھی سائنس کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا۔		
5. پیرس کے مقدس اگسٹین کے ساتھ ان کی اچھی دوستی تھی۔		

(ج) مندرجہ ذیل درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

1. اپنی خدمات کی وجہ سے مقدس تھامس اکو ئینس کو حسب لقب سے یاد رکھا جاتا ہے، وہ ہے:

(الف) فرشتہ صفت انسان (ب) ڈاکٹر آف چرچ (ج) ڈمینیکن

2. مقدس تھامس اکو ئینس 22 سال کی عمر میں جس شہر میں پڑھانے لگے، وہ تھا:

(الف) لندن (ب) کولون (ج) پیرس

3. مقدس تھامس اکو ئینس نے اس عمر میں Ph.D حاصل کی:

(الف) 29سال کی (ب) 30سال کی (ج) 31سال کی

4. مقدس تھامس اکو ئینس کی کتاب "سومہ تھیولاجیکا" حصوں پر مشتمل ہے:

(الف) تین (ب) چار (ج) پانچ

5. مقدس تھامس اکو ئینس مفکر کے نظریات کی تردید کی:

(الف) ابن رشد (ب) غزالی (ج) ارسطو

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

انٹرنیٹ کی مدد سے ہر ایک طلبہ کو مسیحیت کے بارے میں درج ذیل باتوں کے بارے میں اسائنمنٹ تیار کر کے کلاس میں اپنے استاد کو پیش کرنی چاہیے۔

- مقدسات کا مفہوم اور اہم مقدس شخصیات
- چرچ کی ذمے داریاں سنبھالنے والے مختلف عہدے داران کی فہرست۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مقدس تھامس اکوئینس کی خدمات کے بارے میں مذہبی کتابوں کی مدد سے ذاتی طور پر ایک مضمون تحریر کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
فنون (فن)	بہت سے ہنر	دستکاری	ہنرمندی، کاریگری
ترک کرنا	چھوڑ دینا	تدریس	درس دینا، پڑھانا
مدھم	دھما، آہستہ	دلائل (دلیل)	ثبوت

باب پنجم

مذہبی تیوہار

تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد، طلبہ وطالبات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ:

- جان سکیں کہ اہم مذاہب کے مقدس تیوہار سال کے کس تاریخ پر منائے جاتے ہیں۔
- ان تیوہاروں کے معاشرتی اور مذہبی پس منظر کی وضاحت کر سکیں۔
- ان تیوہاروں کو منانے کے ذریعے پیدا ہونے والے اتحاد کا احساس کر سکیں۔
- ایک دوسرے کے مذہبی تیوہاروں میں شریک ہونے کے لائق ہو سکیں۔
- قومی یکجہتی، مذہبی ہم آہنگی اور باہمی نیک نیتی کے اضافے والی سوچ کو فروغ دے سکیں۔

تعارف:

خوشی اور غمی انسان کی فطری کیفیات ہیں۔ فائدہ، اچھائی اور بھلائی ملنے سے انسان کو خوشی اور سرور ملتا ہے۔ جب کہ نقصان اور برائی کا سامنا کرنے سے آدمی غمگین اور پریشان ہو جاتا ہے۔

ہر مذہب خوشی کو اچھی طرح سے منانے اور غم سے خوش اسلوبی سے نمٹنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہر مذہب میں خوشی منانے کے مختلف دن اور تاریخیں ہوتی ہیں، جن سے عوامی دل چسپی کا لحاظ رکھ کر مذہبی رسومات، عبادات اور دوسری سرگرمیوں سے لطف اندوز ہوا جاتا ہے۔ اس کا مقصد قومی سطح پر تمام لوگوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور ان میں برداشت اور رواداری کو فروغ دینا ہے۔

اس باب میں اسلامی مذہبی تیوہار عید الفطر، مسیحیت کے کرسمس، سکھ مذہب کے بابا گرو نانک دیو جی کے یوم پیدائش اور ہندو مذہب / سناتن دھرم کے تیوہار مہاشوراتری کے بارے میں اسباق دیے گئے ہیں۔

عید الفطر

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عید الفطر کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- احساس کریں گے کہ روزوں والے ماہ رمضان شریف کے بعد عید الفطر ادا کی جاتی ہے۔
- روزہ رکھنے کے فلسفے کی وضاحت کر سکیں۔
- روزے کے فائدوں کے متعلق بحث کر سکیں۔
- "فطرہ" ادا کرنے کا مقصد بیان کر سکیں۔

لفظ "عید" کے لفظی معنی " بار بار لوٹ کر آنے والا دن " ہے۔ اس کا مطلب جشن منانا بھی ہے۔ مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ (ترجمہ: حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) نے مقرر فرمائیں۔ ان میں عید الفطر ماہ رمضان کے اختتام کے بعد پہلی شوال کو منائی جاتی ہے۔ ماہِ رمضان المبارک انسانی نفس کا تربیت کا مہینا ہے۔ اس میں مسلمان روزوں کے ذریعے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں قرآن مجید نازل ہوا جو مالکِ حقیقی کی آخری مقدس کتاب ہے۔ اسی مہینے میں مسلمان شبِ قدر مناتے ہیں، جس میں عبادت کرنے کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ہے۔ گویا کہ عید الفطر تکلیف کے بعد آسانی اور مالکِ حقیقی کی نعمتوں کے شکرانے کا دن ہے۔

عید کے دن عید کی نماز مساجد اور عید گاہوں میں ادا کی جاتی ہے، جس میں بڑی تعداد میں مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اس موقعے پر پوری دنیا کے مسلمانوں اور پوری انسانیت میں اتحاد، اسلام کی سربلندی اور ملک کی خوش حالی کے لیے خصوصی

دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ نماز کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور عید کی مبارک باد دیتے ہیں۔ جس سے اسلامی بھائی چارے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس دن زیادہ تر لوگ اپنے دوستوں اور رشتے داروں کے گھر جاتے ہیں اور تحائف بھی بھیجتے ہیں۔

فطرہ ادا کرنا: عید الفطر سے پہلے ہر خوش حال نوجوان مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی جان اور اہل خانہ میں سے ہر ایک فرد کی طرف سے اناج یا نقد رقم کی صورت میں خیرات کسی غریب ضرورت مند کو دے، تاکہ وہ بھی اس مسرت کے موقعے پر بھرپور طریقے سے عید منا سکے۔ اس خیرات کو ''فطرہ'' کہا جاتا ہے۔

عید الفطر کی خوشیاں صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہیں ہیں، بلکہ مسلمان اپنی خوشیوں میں اپنے تمام اہل وطن کو بھی شریک کرتے ہیں۔ انھیں عید کارڈ بھیجتے ہیں۔ ان میں مٹھائیاں اور تحائف تقسیم کرتے ہیں اور عید الفطر کی دعوتوں اور محفلوں میں انھیں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• عید الفطر ایک ایسا دن ہے جس میں تمام مسلمان ایک دوسرے سے مل کر خوشیاں بانٹتے ہیں۔ • عید شکرانے کا دن ہے، جس میں تمام مسلمان مالکِ حقیقی کے آگے سجدہ کرتے ہیں، جس نے ہمیں بے شمار خوشیاں اور رحمتیں عطا کی ہیں۔ • مسلمانوں میں عید الفطر بہت ہی اہم تیوہار ہے، جو کہ رمضان کے اختتام کے بعد پہلی شوال پر منایا جاتا ہے۔ مسلمان پورے مہینے روزے رکھ کر تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، گویا عید ان سب کے لیے خوشی اور جشن کا دن ہے۔ • عید کی نماز ادا کرنے کے بعد ایک دوسرے سے مل کر لوگ دنیوی بھائی چارے کو مضبوط کرتے ہیں۔ تمام مسلمان اپنے بھائیوں کو جو دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی عید کی خوشیوں میں شامل کرتے ہیں اور تحائف تقسیم کرتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. لفظ ''عید'' کی کیا معنی ہے؟
2. عید کی نماز کے موقعے پر کون سی دعائیں مانگی جاتی ہیں؟
3. عید شکرانے کا دن کیسے ہے؟
4. عید کا دن کیسے منایا جاتا ہے؟
5. عید کی تیاریاں کیسے کی جاتی ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. عید الفطر یکم............... کو منائی جاتی ہے۔
2. شبِ قدر میں عبادت کرنے کا ثواب............... مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔
3. مسلمانوں کی............... عیدیں ہوتی ہیں۔
4. قرآن مجید............... کے مہینے میں نازل ہوا۔
5. عید کی نماز پڑھنے سے قبل ہر خوشحال جوان مسلمان پر............... ادا کرنا واجب ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر "✓" اور غلط پر "✗" کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. مسلمان رمضان کا پورا مہینا روزے رکھتے ہیں۔	☐	☐
2. عین کی نماز پڑھنے کے بعد مسلمان ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے ہیں۔	☐	☐
3. عید الفطر پر جانوروں کو قربان کر کے گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔	☐	☐
4. عید کے معانی ہے ایک بار آنا۔	☐	☐
5. فطرہ ادا کرنے سے دوسروں کو خوشی منانے کا موقعہ ملتا ہے۔	☐	☐

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ وطالبات دنیا کے اہم مذاہب جیسا کہ: یہودیت، ہندوازم، مسیحیت، اسلام اور سکھ ازم کے مقدس تیوہاروں کی فہرست اور مختصر تعارف کلاس میں پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو کہانیوں، وڈیوز یا مثالوں کے ذریعے بتائیں کہ عید کے دن تمام ضرورت مندوں کا خیال کرنے یا ان کی مدد کرنے سے بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔

کرسمس

(عیدولادت مسیح)

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- بیان کر سکیں کہ "کرسمس" کیا ہے۔
- وضاحت کر سکیں کہ "کرسمس" کیوں منائی جاتی ہے۔
- جان سکیں کہ "کرسمس" کون مناتا ہے۔
- جان سکیں کہ ہر سال "کرسمس" کب منائی جاتی ہے۔
- موزوں، موم بتیاں، سانتا کلاز اور کرسمس درخت کی اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔

مسیحیت میں سب سے اہم تیوہار کرسمس ہے، جو حضرت یسوع مسیح کی ولادت کی خوشی میں 25 دسمبر کو پوری دنیا میں مذہبی عقیدے اور احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ لیکن کرسمس کی تقریبات کئی دن پہلے ہی شروع کی جاتی ہیں۔ چار ہفتے قبل گرجا گھروں (Churches) میں خصوصی عبادات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ولادت مسیح کے حوالے سے گیت گائے جاتے ہیں اور حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کا واقعہ بائبل مقدس سے پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔

کتاب مقدس کے مطابق مالکِ حقیقی کی طرف سے روح القدس حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کے پاس آئے اور انھیں حضرت یسوع مسیح کی ولادت سے آگاہ کیا اور انھیں بتایا کہ "مالکِ حقیقی نے آپ کو بزرگ بنایا ہے، آپ کو پاکیزگی عطا کی ہے، اور آپ کو دنیا کی عورتوں پر ترجیح دے کر، اپنی خدمت کے لیے منتخب کیا ہے"۔ فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ "آپ کے ایک بیٹا پیدا ہو گا، جس کا نام یسوع رکھنا"۔ اس طرح حضرت یسوع مسیح کی ولادت بیت اللحم میں ہوئی۔

کرسمس کے موقعے پر دوستوں، رشتے داروں اور دوسرے عقائد کے پیروکاروں کو بھی کرسمس کارڈ بھیجے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی کرسمس احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مسیحی اپنی خصوصی عبادات کرتے ہیں۔ 25 دسمبر عام تعطیل ہوتی ہے

اور کرسمس کی خوشیوں میں مسیحی دوسرے اہل وطن کو بھی شریک کرتے ہیں۔

کرسمس کے موقعے پر کیک، مٹھائیاں اور مختلف پکوان تیار کی جاتی ہیں۔ دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کرسمس کے درخت عام طور پر کرسمس سے چار پانچ دن پہلے ہر گھر میں سجایا جاتا ہے، جس کی شروعات وسطی دور میں جرمنی میں ہوئی تھی۔ ہاتھ سے تیار کردہ اس درخت کو رنگ برنگی روشنیوں سے روشن کیا جاتا ہے اور مختلف گھنٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ اس درخت میں رات کو بچے بڑی مقدار میں بڑے بڑے موزے رکھ جاتے ہیں جب وہ اگلی صبح اٹھتے ہیں تو وہ موزے کھلونے اور تحائف سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ حقیقت میں یہ تحائف انھی کے رشتے دار رکھتے ہیں۔ تحائف 25 دسمبر کو یوم پیدائش حضرت یسوع مسیح پر کھولے جاتے ہیں۔

سانتا کلاز ایک علامتی کردار ہے۔ کرسمس کے موقع پر کچھ لوگ سانتا کلاز کے لباس میں بچوں کا دل لبھاتے ہیں اور انھیں تحائف دیتے ہیں۔ اڈومینٹ ریتھ، پھولوں اور ہری پتیوں کا گل دان یا ہار ہوتا ہے جس میں موم بتیاں جلائی جاتی ہیں، یہ گل دان یا ہار کرسمس سے چار اتوار پہلے حضرت عیسیٰ کے ظہور یا آنے کی علامت کے طور پر گرجاگھروں میں رکھا جاتا ہے اسی وقت بائبل پڑھی جاتی ہے۔ یہ ہار اور موم بتیاں عبادت کا حصہ ہوتی ہیں۔

اس تیوہار پر ایسٹر انڈے کھائے جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو تحفے کے طور پر دیے جاتے ہیں۔ آج کل اصلی انڈوں کے بجائے ہاتھ سے بنے ہوئے انڈے جن میں چاکلیٹ بھری ہوتی ہے، خاص طور پر بچوں کو دیے جاتے ہیں۔ ایسٹر انڈوں کو حضرت یسوع مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد پھر زندہ ہونے کی یاد میں استعمال کیا جاتا ہے، کیوں کہ انڈا زرخیزی اور زندگی کی علامت ہے۔

مسیحی بھائی پوری دنیا کے لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت یسوع مسیح کی ولادت کا دن پورے جوش، جذبے، محبت اور عقیدت سے مناتے ہیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• حضرت یسوع مسیح کی ولادت تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لیے بڑی اہمیت اور خوشی کا دن ہے، جو سب کی زندگی میں خوشیاں لاتا ہے۔ اسی لیے اسے عید کا دن کہا جاتا ہے۔ • کرسمس حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کا دن ہے، جسے نہ صرف مسیحی بھائی بلکہ تمام مذاہب کے لوگ بڑی عقیدت اور احترام سے مناتے ہیں۔ • یہ دن اس حقیقت کو تازہ کرتا ہے کہ اس دنیا پر مالکِ حقیقی نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے سچا ہادی بھیجا تھا، تاکہ مالکِ حقیقی کا پیغام لوگوں تک پہنچایا جائے۔
• کرسمس کے دن خصوصی عبادات کی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمام گھروں میں خوشی کا منظر ہوتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. حضرت یسوع مسیح کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2. مسیحی بھائی یہ تیوہار کیسے مناتے ہیں؟
3. کرسمس کی تقریبات کتنے دن قبل شروع کی جاتی ہیں؟
4. روح القدس نے حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام سے کیا فرمایا؟
5. سانتا کلاز سے کیا مراد ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

1. کرسمس کا دن منایا جاتا ہے بطور:

(الف) کھیلوں کا دن (ب) عید کا دن (ج) غم کا دن

2. کرسمس منایا جاتا ہے دسمبر کی:

(الف) 25 تاریخ کو (ب) 26 تاریخ کو (ج) 27 تاریخ کو

3. حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کی خبر حضرت مقدسہ مریم علیہا السلام کو بتانے آیا:

(الف) مقدس فرشتہ (ب) مقدس روح (ج) مقدس شخص

4. حضرت یسوع مسیح کی پیدائش ہوئی:

(الف) بیت اللحم میں (ب) گرجا گھر میں (ج) بیت المقدس میں

5. کرسمس درخت لگانے کی ابتدا ہوئی:

(الف) جرمنی میں (ب) یونان میں (ج) اٹلی میں

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر "✓" اور غلط پر "✗" کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. اس تیوہار پر ایسٹر انڈے کھائے جاتے ہیں۔	☐	☐
2. سانتا کلاز ایک حقیقی کردار ہے۔	☐	☐
3. کرسمس والے دن ہر گھر میں ایک درخت سجایا جاتا ہے۔	☐	☐
4. کرسمس کے دن پر دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔	☐	☐
5. ایسٹر انڈے حضرت یسوع مسیح کے پھر سے زندہ ہونے کی یاد میں کھائے جاتے ہیں۔	☐	☐

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ وطالبات کرسمس تیوہار سے متعلق ایک مختصر مضمون تحریر کرکے اپنے استاد کو دکھائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کریں کہ کرسمس کی مناسبت سے اپنے ساتھیوں، اپنے اساتذہ اور گھر والوں کے لیے مختلف اقسام کے کارڈ بنائیں، جن میں نیک دعائیں لکھی ہوں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
روح القدس	پاک روح، فرشتہ	ترجیح	اولیت
بیت اللحم	حضرت یسوع مسیح کی پیدائش والی جگہ	سانتاکلاز	علامتی کردار
مصلوب	سولی دی گئی ہو		

بابا گرو نانک دیو جی کا جنم دن

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وضاحت کر سکیں کہ گرو نانک دیو جی کب اور کہاں پیدا ہوئے۔
- گرو نانک دیو جی کی والدین کے نام بتا سکیں۔
- ان کا جنم تیوہار منانے کا پس منظر جان سکیں۔
- اس تیوہار منانے کی اہمیت کے بارے میں بحث کر سکیں۔
- گرو نانک دیو جی کی انسانیت کے بہبود کے بارے میں کی ہوئی خدمات پر بحث کر سکیں۔

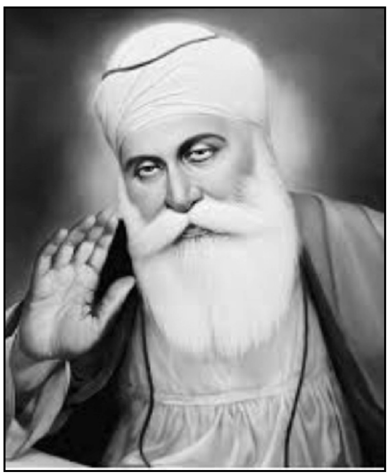

تمام مذہبوں میں مذہبی تیوہاروں اور تقریبات کو جوش اور جذبے سے منایا جاتا ہے۔ سکھ مذہب میں بھی اس کے بانی بابا گرو نانک دیو جی کا یومِ پیدائش نہایت ہی اہم تیوہار ہے۔ جسے تمام سکھ بڑی عقیدت اور احترام سے مناتے ہیں۔

بابا گرو نانک دیو جی لاہور کے جنوب مغرب میں 64 کلومیٹر کے فاصلے پر تل ونڈی بھومی رائے میں 15 اپریل 1469ع کو پیدا ہوئے، جسے آج کل "ننکانہ صاحب" کہا جاتا ہے۔ ان کے والد کا نام مہتا کالو اور والدہ کا نام ترپتا تھا۔ جس رات بابا نانک کا جنم ہوا، وہ رات پُورن ماشی یعنی پورے چاند کی رات تھی۔ اس عظیم ہستی نے لوگوں کے دلوں میں مساوات، مالکِ حقیقی کا عشق اور روحانیت کی روشنیاں پیدا کیں۔ بابا گرو نانک جی کی تعلیم کا بنیادی مقصد معاشرتی انصاف اور اخلاقی اصلاح تھا۔

چاند کی بارھویں رات کو "گرو گرنتھ صاحب جی" کا اکھنڈ پاٹھ (مسلسل مقدس کتاب کو پڑھنا) رکھا جاتا ہے۔ چاند کی تیرھویں شب آدھا گرو گرنتھ صاحب پڑھا جاتا ہے جب کہ چاند کی چودھویں رات کو بارہ بجے گرو گرنتھ صاحب کا بھوگ (دیوتاؤں کے لیے کھانا) کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے مکمل ادب واحترام کے ساتھ آرام گاہ لے جایا جاتا ہے۔ اکھنڈ پاٹھ کی تقریب میں مختلف کھانے پکائے جاتے ہیں اور سب ساتھ مل کر کھاتے ہیں۔ بابا گرو نانک دیو جی کی سالگرہ کی تقریب کے موقعے پر خوشی میں آتش بازی بھی کی جاتی ہے۔ سالگرہ کے موقعے پر تقریب کے شرکا کو سکھ مذہب کے آغاز، توسیع اور تعلیم

کے بارے میں بھی اہم معلومات فراہم کی جاتی ہیں تاکہ گرونانک کے پیغام کو دہرایا جاسکے اور صحیح معنی میں اس کے پیغام پر عمل کر سکیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

• سکھ مذہب کے پیروکار بابا گرونانک دیوجی کی سالگرہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ مناتے ہیں۔ • بابا گرونانک نے ذات پات سے ہٹ کر اپنے پیروکاروں کو برابری اور مساوات کا درس دیا۔ • بابا گرونانک کی پیدائش سکھوں کے لیے بہت اہم ہے جس میں وہ اپنی مذہبی کتاب "گرو گرنتھ صاحب" کا ورد کرتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. بابا گرونانک دیوجی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2. بابا گرونانک دیوجی کے والد اور والدہ کا نام کیا ہے؟
3. بابا گرونانک دیوجی کی تعلیمات میں سے کوئی بھی دو اقوال تحریر کریں۔
4. سکھ مذہب کے لوگ بابا گرونانک دیوجی کا جنم دن کیسے مناتے ہیں؟
5. بابا گرونانک دیوجی کی سالگرہ کے موقعے پر کیا کیا جاتا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. بابا گرونانک دیوجی کا جنم دن نہایت ہی اہم................ہے۔
2. اس عظیم ہستی نے لوگوں کے دلوں میں................اور مالکِ حقیقی کے عشق کی روشنیاں پیدا کیں۔
3. چاند کی................رات کو آدھا گرو گرنتھ صاحب پڑھا جاتا ہے۔
4. ....کی تقریب میں پکوان تیار کیے جاتے ہیں۔
5. چاند کی چودھویں کی رات کو گرو گرنتھ صاحب کا................کیا جاتا ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. سکھ مذہب میں گرونانک دیو جو کا جنم دن اہم تیوہار نہیں ہے۔	☐	☐
2. تل ونڈی رائے کو اب ننکانہ صاحب کہا جاتا ہے۔	☐	☐
3. پورنماشی کا مطلب ہے پوری چاند کی رات۔	☐	☐
4. گرو گرنتھ صاحب جی کا بھوگ رات ایک بجے اٹھایا جاتا ہے۔	☐	☐
5. اکھنڈ پاٹھ کی تقریب میں آتش بازی کی جاتی ہے۔	☐	☐

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ کو چاہیے سبق میں آئے ہوئے نئے الفاظ کی معانی لغت میں تلاش کریں اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

بابا گرونانک دیو جی کے جنم دن کی مناسبت سے سکھ مذہب اور ان کی رسومات سے متعلق وڈیو (Video) دکھانے کا اہتمام کریں اور اپنے علاقے کے سکھ مذہب کے پیروکاروں کو باباب گرونانک دیو جی کے جنم دن کے متعلق بات چیت کے لیے دعوت دیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی			
لفظ	معنی	لفظ	معنی
مساوات	برابری	اصلاح	صحیح راستا دکھانا
بھوگ	دیوتاؤں کے لیے کھانا	آتش بازی	پٹاکے جلانا

مہا شِو راتری

حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- جان سکیں کہ مہاشوراتری سال میں کب منائی جاتی ہے۔
- اس دن پر ورت رکھنے والے جذبے کی وضاحت کر سکیں۔
- جان سکیں کہ اس رات مختلف اوقات میں شِولنگم کی پوجا جاری رہتی ہے۔
- اس وقت پوری رات پوجا کرنے اور جاگنے کے بارے میں بحث کر سکیں۔

مہا شِو راتری کا تیوہار بکرمی کیلنڈر کے گیارھویں مہینے ماگھ کی اندھیری تیرھویں تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ جو عام طور پر فروری کے مہینے میں آتا ہے۔ اس دن اور رات کو ہندو اپنے بڑے دیوتا شِو شنکر بھگوان کی پوجا کرتے ہیں۔ شِو شنکر کو مہادیو یعنی تمام دیوتاؤں سے بڑا دیوتا کے طور پر مانا جاتا ہے۔

ویدوں کے مطابق شِو شنکر بھگوان نے اس دن خود کو "لِنگ" یا "لِنگم" کے روپ میں ظاہر کیا تھا اور باقی دیوتاؤں سے اس کی پوجا کرنے کو کہا تھا۔ شِو پُران میں لکھا ہے کہ جو شخص اس کی سچے من سے پوجا کرے گا اس کے دکھ دور ہو جائیں گے اور اس کے من کی مرادیں پوری ہو جائیں گی۔ اسے سُکھ اور شانتی حاصل ہو گی۔

ایک کتھا (داستان) کے مطابق اُس دور کے جابر اور بد خصلت راکششوں اور دیوتاؤں میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ وہ ان کی پوجا میں خلل ڈالتے تھے۔ دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ دوسری مخلوقات کو بھی ستانا ان کا شیوہ تھا۔ ایک دفعہ ان راکششوں اور دیوتاؤں میں "سمندر کو بلونے" کے لیے مقابلہ ہوا تھا۔ سمندر لونے سے ان میں سے بہت سے رتن سمندر سے نکل آئے۔ لیکن سب سے پہلے سمندر سے زہر نکلا تھا۔ زہر کو دیکھ کر دیوتاؤں کو خوف ہو گیا کہ اگر یہ زہر ان راکششوں کے ہاتھ لگا تو وہ اس زہر سے پوری مخلوق کو نقصان پہنچائیں گے۔ وہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے وہ وشنو بھگوان کے پاس پہنچے۔ جس نے انھیں ہدایت کی کہ وہ جا کر شو شنکر بھگوان سے اس زہر کا اثر دور کرنے کے لیے عرض کریں۔ شو شنکر بھگوان نے پورے

نظام کو زہر کے اثرات سے بچانے کے لیے سارا زہر خود پی لیا۔ زہر کی وجہ سے اس کا گلا نیلا ہو گیا لیکن ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس لحاظ سے اسے "نیل کنٹھ" بھی کہا جاتا ہے۔ ویدوں کو خدشہ ہوا کہ کہیں یہ زہر شو شنکر پر منفی اثر نہ ڈال دے، لہٰذا انھوں نے دیوتاؤں کو مشورہ دیا کہ شِو شنکر کو زہر کے اثرات سے بچانے کے لیے وہ شو شنکر کو پوری رات بیدار رکھیں۔ دیوتاؤں نے شو شنکر کو بیدار رکھنے اور بہلانے کے لیے رات کے چاروں پہر ناچ گانا کیا۔ شو شنکر مہادیو کی شادی بھی پاروتی ماتا سے اسی تاریخ کو ہوئی تھی۔ دھرمی کتابوں میں اس رات کو شو شنکر بھگوان کی پسند کی رات بھی کہا جاتا ہے۔

اسی تیوہار پر دن اور رات کا ورت (روزہ) رکھا جاتا ہے اور اگلی صبح کھولا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رات کو گھروں، مزاروں، شوالوں اور مندروں میں رات کے چاروں پہر بیداری کی جاتی ہے۔ جس میں کتھائیں (داستانیں) پڑھنا، پوجا پاٹھ، بھجن، کیرتن اور ست سنگ کیے جاتے ہیں۔ رات کے چاروں پہر کی شروعات میں 6 بجے، 9 بجے، 12 بجے، اور 3 بجے، شو شنکر مہادیو کی آرتیاں کی جاتی ہیں، اور شِولنگ پر پھول، دودھ شہد، پانی اور کم کم چڑھائے جاتے ہیں۔

پاکستان کے صوبہ سندھ اور بلوچستان میں رہنے والے ہندو اس تیوہار کو مذہبی عقیدے اور جذبے سے مناتے ہیں۔ ایک بڑا تیوہار بلوچستان کے ہنگلاج ماتا مندر میں ہوتا ہے۔ سندھ کے مختلف شہروں کے مندروں، مڑھیوں میں رت جگا اور ست سنگ ہوتے ہیں۔ ضلع سانگھڑ کے رتو کوٹ مڑھی میں عقیدت مند بڑی تعداد میں آتے ہیں اور انھیں رات بھر بھجن گائے جاتے ہیں اور پوجا پاٹھ کی جاتی ہے۔ کراچی میں شِو مندر کلفٹن، شِو مندر رتن تالاب اور ماڑی پور کے قریب شوِجی مندر، ٹھٹھہ شہر کے شِو مندر، جھمپیر، ننگرپارکر کے کاسبو اور ساردھڑو، کوٹری کے نزدیک دریائے سندھ کے کنارے شوالی، مٹھی اور عمرکوٹ کے قریب شِو مندر میں بہت بڑا میلا لگتا ہے۔ عمرکوٹ کے شِو مندر میں میلا تین دن تک چلتا ہے اور تین دن تک عام لنگر بھنڈار چلتا ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

مہاشِوراتری کا تیوہار بکرمی کیلنڈر کے گیارھویں مہینے ماگھ کی اندھیری تیرھویں تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ جو کہ عام طور پر فروری کے مہینے میں آتا ہے۔ اس دن اور رات ہندو اپنے بڑے دیوتا شِو شنکر بھگوان کی پوجا کرتے ہیں۔ شِو شنکر کو مہادیو یعنی تمام دیوتاؤں سے بڑے دیوتا کے طور پر مانا جاتا ہے۔ ویدوں کے مطابق شِو شنکر بھگوان نے اس دن خود کو "لِنگ" یا "لِنگم" کے روپ میں ظاہر کیا اور دیوتاؤں کو اس کی پوجا کرنے کو کہا۔ شِو پُران میں لکھا ہے کہ جو شخص اس کی سچے من سے پوجا کرے گا اس کے دکھ دور ہو جائیں گے اور اس کی من کے مرادیں پوری ہو جائیں گی۔ اسے سُکھ اور شانتی حاصل ہو گی۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

1. مہاشِوراتری کا مطلب کیا ہے؟
2. شِوراتری میں کیا سرگرمیاں ہوتی ہیں؟
3. پاکستان میں شِوراتری کے میلے کہاں کہاں منائے جاتے ہیں؟
4. شِو شنکر بھگوان پر زہر کا اثر کیوں نہیں ہوا؟
5. شِو لنگم پر کیا کیا چڑھایا جاتا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں درست پر " ✓ " اور غلط پر " ✗ " کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1. شِوراتری زیادہ تر مارچ میں ہوتی ہے۔		
2. لنگم وشنو بھگوان کا ایک روپ ہے۔		
3. سمندر بلونے سے کتنے ہی رتن نکلے۔		
4. شِو شنکر بھگوان کو زہر پینے کی وجہ سے نیل کنٹھ کہا جاتا ہے۔		
5. شِوراتری کا رت جگا کیا جاتا ہے۔		

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کریں:

1. جو لنگم کی پوجا کرے گا اس کے...............ہوں گے۔
2. راکششوں اور دیوتاؤں میں...............کا مقابلہ ہوا۔
3. وشنو بھگوان نے دیوتاؤں کو زہر کا اثر ختم کرنے کے لیے...............کے پاس جانے کو کہا۔
4. شِوراتری میں ہندو اپنے مہادیوتا کے...............کی پوجا کرتے ہیں۔
5. مہاشِوراتری بکرمی کلینڈر کی...............میں منائی جاتی ہے۔

طلبہ وطالبات کے لیے سرگرمی

طلبہ و طالبات کو چاہیے کہ ہندو دھرم کی مختلف مذہبی تیوہاروں سے متعلق تعارف لکھ کر کلاس میں پیش کریں مثلاً: شِوراتری، ہولی، دیوالی۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو ہدایت کریں کہ سندھ سمیت پورے پاکستان میں شِوراتری کے میلے ہونے والے شہروں کی فہرست بنائیں اور کلاس میں پیش کریں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

لفظ	معنی	لفظ	معنی
جابر	طاقتور	بدخصلت	بُری عادت
شیوہ	طور طریقا، انداز	رتن	جواہر، موتی، عِطر
بیدار	ہوشیار، مدہوش نہ ہونا	کُم کُم	لال ہلدی